۶۸۶

اُسوۂ صحابیات

جس میں

خاص طور پر عورتوں اور لڑکیوں کے درس، ہدایت اور مطالعہ کیلیے ازواج مطہرات بنات طیبات اور اکابر صحابیات کی زندگی کے مذہبی، اخلاقی، معاشرتی واقعات اور مذہبی، اخلاقی اور علمی خدمات کی تفصیل مستند حوالوں سے کی گئی ہے۔

از

مولانا عبد السلام ندوی

باہتمام محمد اویس وارثی

پریس اعظم گڑھ

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین،

عورتوں کی تعلیم و تربیت کے مسئلہ سے اصولاً کسیکو اختلاف نہین ہے، گفتگو جو کچھ ہے یہ ہے کہ موجودہ دور کی تعلیم و تربیت سے متمتع ہوکر ایک مسلمان عورت مذہب، اخلاق، اور معاشرت کے قدیم اصول کو قائم رکھ سکے گی یا نہین؟ یا دوسرے الفاظ مین قدیم اسلامی روایات کا تحفظ کرسکے گی یا نہین؟، جنلوگون کو مسئلہ تعلیم نسوان سے اختلاف ہے وہ اسی شبہہ کو اپنی دلیل قرار دیتے ہین، اور موجودہ دور کے تعلیم یافتہ مردون نے جو مذہبی، اخلاقی اور معاشرتی نمونے قایم کیے ہین، ان کی بھی اس شبہہ کی تائید ہوتی ہے، اور غیر قومون کی تعلیم یافتہ عورتون نے بھی ہماری خواتین کیلیے کوئی عمدہ نمونہ نہین قائم کیا ہی، لیکن اسلام کی قدیم تاریخ ہمارے سامنے مسلمان عورت کا بہترین اور اصلی نمونہ پیش کرتی ہے، اور آج جبکہ زمانہ بدل رہا ہی، یورپین تمدن، اور یورپین طرز معاشرت سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی بیزاری ظاہر کررہے ہین اگر ہماری عورتون کے سامنے اسلام کی ممتاز اور برگزیدہ خواتین کا نمونہ پیش کردیا جائے تو انکی فطرتی لچک ان سے اور بھی

زیادہ متاثر ہو سکے گی، اور وہ موجودہ دور کے موثرات سے بیزار ہو کر خالص اسلامی اخلاق، اسلامی معاشرت اور اسلامی تمدن کا نمونہ بن جائین گی،

اسلام کے ہر دور مین اگرچہ عورتون نے مختلف حیثیتون سے امتیاز حاصل کیا ہی لیکن ازواج مطہرات، بنات طیبات اور اکابر صحابیات ان تمام حیثیات کی جامع ہین، اور ہماری عورتون کیلئے اُنھین کے مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی کارنامے اسوہ حسنہ بن سکتے ہین، اور موجودہ دور کے تمام معاشرتی اور تمدنی خطرات سے انکو محفوظ رکھ سکتے ہین،

مین نے "اسوہ صحابہؓ" کی دونون جلدون مین عہد صحابہ کے جو مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی واقعات جمع کیے ہین، اُن مین اگرچہ صحابیات کے یہ تمام کارنامے بھی نمایان طور پر نظر آتے ہین، لیکن انکی اہمیت، انکی عظمت، اور انکی اسلامی خدمت کے لحاظ سے مین نے اُن واقعات کو جو اس کتاب کی دونون جلدون مین متفرق طور پر موجود تھے متعدد واقعات کے اضافے کے ساتھ اس مختصر سے رسالے مین الگ جمع کر دیا ہے، جس سے ایک طرف تو یہ فائدہ ہو گا کہ صحابیات کی مذہبی، اخلاقی، معاشرتی اور علمی زندگی ایک مستقل حیثیت اختیار کر لے گی، دوسری طرف ہماری عورتون اور لڑکیون کے درس، ہدایت، اور مطالعہ کے لیے مستند اور موثر واقعات کا ایک مجموعہ مرتب ہو جائیگا، جن پر عمل کر کے وہ خالص اسلامی تعلیمات کا بہترین نمونہ بن جائین گی، اور انکی تعلیم و تربیت کے متعلق جو شبہات ظاہر کیے جارہے ہین، اُنکی عملی تردید کر سکین گی، وما توفیقی الا باللہ

عبدالسلام ندوی،

شبلی منزل اعظم گڈھ

۱۳- دسمبر ۱۹۲۲ء

قبول اسلام

لطافت طبع، رقت قلب، اور اثر پذیری ایک نیک سرشت انسان کا اصلی جوہر ہیں، اور انہی کے ذریعہ سے وہ ہر قسم کی پند و موعظت، تعلیم و تربیت، اور ارشاد و ہدایت کو قبول کر سکتا ہے، پھولوں کی پنکھڑیاں نسیم صبح کی خاموش حرکت سے ہل جاتی ہیں، لیکن تناور درختوں کو باد صرصر کے جھونکے بھی نہیں ہلا سکتے، شعاع نگاہ آئینہ کے اندر سے گذر جاتی ہے لیکن پتھروں پر فولادی تیر بھی نہیں اثر کرتے، بعینہ یہی حال انسان کا بھی ہے، لطیف الطبع اور رقیق القلب آدمی ہر دعوت حق کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے لیکن سنگدل اور غلیظ القلب لوگوں پر بڑے سے بڑے معجزے بھی اثر نہیں کرتے، اس فرق مراتب کی جزئی مثالیں ہر جگہ مل سکتی ہیں، لیکن اشاعت اسلام کی تاریخ تمامتر اسی قسم کی مثالوں سے لبریز ہے، کفار میں ہم کو بہت سے اشقیاء کا نام معلوم ہے جنہوں نے ہزاروں کوششوں کے بعد بھی خدائے ذوالجلال کے آگے سر نہیں جھکایا، لیکن صحابہ کرام میں سیکڑوں بزرگ ہیں جو توحید کی آواز کے سنتے کے ساتھ ہی اسلام کے حلقے میں داخل ہو گئے، صحابہ کے ساتھ صحابیات بھی اس فضیلت میں شریک ہیں، اور نہ صرف شریک ہیں بلکہ اُن سے اسبق و اقدم ہیں چنانچہ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ نے بغیر کسی قسم کی کد و کاوش اور جبر و اکراہ کے اسلام قبول کیا، اور اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی اپنے خدا کے آگے سر جھکایا، تاریخ الخمیس[1] میں حضرت رافع سے مروی ہے،

---

[1] صفحہ ۲۰۲

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت یوم الاثنین وصلت خدیجۃ آخر یوم الاثنین وصلی علی یوم الثلاثاء من الغد ثم زید بن حارثہ ثم ابوبکر،	رسول اللہ صلعم نے فرمایا مین دوشنبہ کے دن مبعوث ہوا اور خدیجہ نے اس دن کے آخری حصہ مین نماز پڑھی اور علی نے دوسرے دن منگل کو نماز پڑھی اسکے بعد زید بن حارثہ اور ابوبکر شریک نماز ہوئے

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آفتاب رسالت سے پہلے دن جو شعاع افق عالم پر چمکی وہ ایک رقیق القلب مقدس خاتون کے سینہ پر نور سے چھن کے نکلی،

اعلان اسلام | ابتداے اسلام مین اسلام قبول کرنے سے زیادہ اظہار اسلام کے لیے ہمت شجاعت اور جسارت کی ضرورت تھی لیکن باوجود کفار کی روک ٹوک، اور جور وستم کے صحابہ کے ساتھ صحابیات نے بھی نہایت جرات و بیباکی کے ساتھ اپنے اسلام کا اظہار کیا چنانچہ ابتدا مین صرف جن سات بزرگون کے اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا اُن مین چھ آدمی یعنی خود رسول اللہ صلعم اور حضرت ابوبکرؓ حضرت بلالؓ حضرت خبابؓ حضرت صہیبؓ حضرت عمارؓ مرد تھے، اور ساتوین ایک غریب صحابیہ یعنی حضرت عمار کی والدہ حضرت سمیہ تھین[1]

صحابیات نے اپنی نیک طینتی سے صرف آسانی کے ساتھ اسلام ہی کو قبول نہین کیا بلکہ انھون نے نہایت آسانی کے ساتھ اسلام کی اشاعت بھی کی چنانچہ صحیح بخاری کی کتاب التیمم مین ہے کہ صحابہ کرام نے ایک سفر مین ایک عورت کو پکڑ کر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین پیش کیا، اسکے پاس پانی کے مشکیزے تھے اور صحابہ نے پانی ہی کی ضرورت سے اُسکو پکڑا تھا لیکن رسول اللہ

[1] تاریخ خمیس صفحہ ۲۸۷

صلعم نے اس کا پانی لیا تو اسکی قیمت ادا فرمائی، اسکو آپ کی اس دیانت سے اُسی وقت آپ کی نبوت کا یقین آگیا، اور اُسکے اثر سے اُسکا تمام قبیلہ بھی مسلمان ہوگیا

تحمل شدائد

صحابہ کرام کے ساتھ صحابیات نے بھی اسلام کے لیے ہر قسم کی تکلیفین برداشت کین اور اُنکے ایمان مین ذرہ برابر بھی تزلزل واقع نہین ہوا،

حضرت سمیہؓ نے اسلام قبول کیا تو اُن کو کفار نے طرح طرح کی اذیتین دینا شروع کین، سب سے سخت اذیت یہ تھی کہ انکو مکہ کی تپتی ریت مین لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ مین کھڑا کر دیتے تھے، لیکن باانیہمہ وہ اسلام پر ثابت قدم رہتی تھین[1] ایک دن کفار نے حسب معمول اُن کو لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ مین زمین پر لٹا دیا تھا، اُسی حالت مین رسول اللہ صلعم کا گذر ہوا تو فرمایا "صبر کرو تمھارا ٹھکانا جنت مین ہے" لیکن کفار کو اس پر بھی تسکین نہین ہوئی، اور ابوجہل نے انکی ران مین برچھی مار کر اُن کو شہید کر دیا، چنانچہ اسلام مین سب سے پہلے شرف شہادت اُنھی کو نصیب ہوا[2]، اور صحابیات کی یہ سب سے بڑی فضیلت ہے کہ سب سے پہلے ایک صحابیہ نے اسلام قبول کیا، اور سب سے پہلے ایک صحابیہ نے شرف شہادت حاصل کیا،

حضرت عمرؓ کی بہن جب اسلام لائین اور حضرت عمرؓ کو اسکا حال معلوم ہوا تو اسقدر مارا کہ بدن لہولہان ہوگیا لیکن اُنھون نے صاف صاف کہدیا کہ جو کچھ کرنا ہو کرو مین تو اسلام لا چکی[3]" لبینہ کو بھی حضرت عمرؓ مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے کہ "مین نے رحم کی بناء پر نہین بلکہ تمکو اسوجہ سے چھوڑ دیا ہے کہ تھک گیا ہون" اسی طرح وہ زنیرہ کو بھی جو اُنکے

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت سمیہؓ [2] اسد الغابہ تذکرہ حضرت سمیہؓ [3] ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۹۳ اول ... (footnote: سلہ ادل صفحہ ۱۴۳ جلد ۸ سلہ اسد الغابہ تذکرہ حضرت سمیہؓ سلہ اسد الغابہ تذکرہ حضرت عمرؓ)

گھرانے کی کنیزتھین نہایت اذیت دیتے تھے

قطع علائق۔ صحابہ کرام اسلام لائے تو اُنکے تمام رشتے ناتے منقطع ہوگئے، لیکن اس سے اُنکی قوت ایمان مین کوئی تزلزل واقع نہین ہوا، صحابیات کی حالت اس معاملے مین صحابہ کرام سے بھی زیادہ نازک تھی، انسان اگرچہ اپنے تمام اعزہ واقارب کی اعانت کا محتاج ہوتا ہے، لیکن عورت کی زندگی کا تمامتر دارومدار شوہر کی اعانت وامداد پر ہوتا ہے، اور وہ کسی حالت مین بھی اس سے بے نیاز نہین ہو سکتی، باپ بیٹے سے، بیٹا باپ سے قطع تعلق کرکے زندگی بسر کرسکتا ہے، لیکن عورت شوہر سے جدا ہوکر بالکل بیکس وبیچارہ ہوجاتی ہے، لیکن باانیمہ صحابیات نے اسلام کے لیے اس نازک رشتے کو بھی منقطع کیا، اور اپنے کافر شوہرون سے ہمیشہ کے لیے علحدہ ہوگئین، چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد جب یہ آیت نازل ہوئی

ولا تمسکوا بعصم الکوافر کافرہ عورتون سے تعلق نہ رکھو۔

توجس طرح صحابہ کرام نے اپنی کافرہ عورتون کو طلاق دیدی، اُسی طرح بہت سی صحابیات بھی اپنے کافر شوہرون کو چھوڑکر ہجرت کرآئین اوراُن مین سے ایک بھی اپنے شوہر کے پاس واپس نہ گئی چنانچہ حضرت عائشہ رض فرماتی ہین،

مانعلم ان احدا من المہاجرات ارتدت بعد ایمانہا[1] ہمکو کسی ایسی مہاجرہ عورت کا حال معلوم نہین جو ایمان لاکر پھر مرتد ہوئی ہو

[1] بخاری کتاب الشروط ذکر صلح حدیبیہ۔

عقائد

توحید — کفار نے صحابیات کو طرح طرح کی اذیتین دین، لیکن اُنکی زبان سے کلمۂ توحید کے سوا کلمۂ شرک نہین نکلا، حضرت ام شریکؓ ایمان لائین تو انکے اعزہ واقارب نے انکو دھوپ مین لے جاکر کھڑا کردیا، اس حالت مین جب کہ وہ دھوپ مین جلتی رہتی تھین، روٹی کے ساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلاتے تھے، اور پانی نہین پلاتے تھے، جب اس مصیبت مین تین دن گذر گئے تو ظالمون نے کہا کہ "جس مذہب پر تم ہو اب اُسکو چھوڑ دو" وہ اس قدر بدحواس ہوگئی تھین کہ ان جملون کا مطلب نہ سمجھ سکین، اب ان لوگون نے آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھا کر بتایا تو سمجھین کہ توحید آلٰہی کا انکار مقصود ہے، بولین خدا کی قسم مین تو اب تک اس عقیدہ پر قائم ہون[1]

شرک سے علٰحدگی — عورتین قدیم رسم ورواج اور قدیم عقائد کی نہایت پابند ہوتی ہین، اور عرب مین مشرکانہ عقائد ایک مدت سے پھیل کر قلوب مین راسخ ہوگئے تھے، لیکن صحابیاتؓ نے اسلام لانے کے ساتھ ہی شدت کے ساتھ اُن عقائد کا انکار کیا، عرب کا خیال تھا کہ جو لوگ بتون کی بُرائی بیان کرتے ہن وہ مختلف امراض مین مبتلا ہو جاتے ہین، اسلئے حضرت زنیرہؓ اسلام لانے کے بعد اندھی ہوگئین تو کفار نے کہنا شروع کیا کہ "انکو لات وعزی نے اندھا کردیا لیکن، اُنھون نے صاف صاف کہدیا کہ لات وعزی کو اپنے پوجنے والون کی کیا خبر یہ خدا کی طرف سے ہے"[2]

جاہلیت کے زمانے مین بچون کے بچھونون کے نیچے استرا رکھدیتے تھے اور سمجھتے

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام شریکؓ [2] اسد الغابۃ تذکرہ حضرت زنیرہؓ

تھے کہ اس طرح بچے آسیب سے محفوظ رہتے ہین حضرت عائشہ رضہ نے ایک بار کسی بچے کے سرھانے استرا دیکھا تو منع فرمایا اور کہا، رسول اللہ صلعم ٹوٹکے کو سخت ناپسند فرماتے تھے[1]

عرب مین شرک کا اصلی مظہر بت تھے جو گھر گھر مین نصب تھے، لیکن صحابیات نے ہر موقع پر اُن سے بیزاری ظاہر کی چنانچہ حضرت ہند بنت عتبہ جب ایمان لائین تو گھر مین جو بت نصب تھا اُسکو توڑ پھوڑ ڈالا اور کہا کہ "ہم تیری نسبت بڑے دھوکے مین مبتلا تھے"[2]

حضرت ابوطلحہ رضہ نے جب حضرت ام سلیم رضہ سے نکاح کی خواہش کی تو اُنھون نے کہا "ابوطلحہ کیا تمکو یہ خبر نہین کہ جس خدا کو تم پوجتے ہو وہ ایک درخت ہے (یعنی لکڑی کا بت ہے) جو زمین سے اوگا ہے، اُسکو فلان حبشی نے گڑھ کر تیار کیا ہے" بولے "ہان مجھے معلوم ہے" بولین "تو کیا تمھین اُسکی عبادت سے شرم نہین آتی" چنانچہ جب تک اُنھون نے بت پرستی سے توبہ کرکے کلمۂ توحید نہین پڑھا، اُنھون نے ان سے نکاح کرنا پسند نہین کیا[3]

رسول اللہ صلعم کی نبوت پر ایمان | رسول اللہ صلعم کی نبوت کا اعتقاد نہ صرف صحابیات کے لوح دل پر کا نقش فی الحجر تھا بلکہ آنکی چھوٹی چھوٹی لڑکیون کے دل مین بھی یہ عقیدہ نہایت شدت سے راسخ ہوگیا تھا، ایک بار آپ نے ایک لڑکی کو بد دعا دیدی کہ "تیرا سن زیادہ نہ ہو" اس نے شدت اعتقاد کی بنا پر اسکا یقین کر لیا اور حضرت

[1] ادب المفرد باب الطیرۃ من الجن۔ [2] طبقات ابن سعد تذکرہ ہند بنت عتبہ رضہ [3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیم رضہ

ام سلیم رض کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہاکہ "آپ نے مجھکو یہ بددعا دی ہے اب میرا سن نہ بڑھیگا
رہ بدحواس آپ کی خدمت مین حاضر ہوئین اور کہاکہ "آپ نے میری یتیمہ کو یہ بددعا دی ہے" آپ
ہنس پڑے اور فرمایا "مین بھی آدمی ہون اور آدمیون کی طرح خوش اور رنجیدہ ہوتا ہون
پس جسکو مین ایسی بددعا دون جس کا وہ مستحق نہین ہے تو یہ اسکے لیے پاکی تزکیہ اور نیکی ہوگی[1]

عبادات

ابواب الصلاۃ

پابندی جماعت اگرچہ عورتون پر جماعت کی پابندی فرض نہین ہے، اور اس بنا پر بعض غیور صحابہ جماعت مین اپنی عورتون کی شرکت کو پسند بھی نہین کرتے تھے تاہم بعض صحابیات پر اسکا کچھ اثر نہین پڑتا تھا، اور وہ مناسب "اوقات مین نماز باجماعت ادا فرماتی تھین
حضرت عمر رض کی بی بی برابر عشا، اور فجر کی نماز مین شریک جماعت ہوتی تھین، ایک بار اُن سے لوگون نے کہاکہ "تمھین معلوم ہے کہ عمر اسکو پسند نہین کرتے پھر کیون ایسا کرتی ہو بولین تو پھر روک کیون نہین دیتے[2]

نماز جمعہ عورتون پر اگرچہ جمعہ فرض نہین ہے تاہم صحابیات اس دن کی بہت عزت کرتی تھین، اور اسکی برکتون مین عمدہ طریقون سے شریک ہوتی تھین، ایک صحابیہ تھین جو اپنے کھیتون مین چقندر بودیا کرتی تھین، جب جمعہ کا دن آتا تھا تو اسکو پکاکر نماز جمعہ کے بعد

[1] مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب من لعنہ النبی صلعم وسبہ ودعا علیہ [2] بخاری باب
ہل علی من لا یشہد الجمعۃ غسل من النساء والصبیان وغیرہم

تمام صحابہ کو کھلاتی تھین[1]

نماز اشراق نماز اشراق اگرچہ رسول اللہ صلعم نے جیساکہ حضرت ام ہانی رضؓ سے مروی ہے تمام عمر مین صرف ایک بار پڑھی تھی لیکن بعض صحابیات نے اسکا التزام کرلیا تھا چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہین کہ "مینے اگرچہ رسول اللہ صلعم کو کبھی نماز اشراق پڑھتے ہوئے نہین دیکھا لیکن مین خود پڑھتی ہون کیونکہ آپ بہت سی چیزون کو پسند فرماتے تھے لیکن اُن پر اس لیے عمل نہین کرتے تھے کہ اُمت پر فرض نہ ہو جائین"[2]

تہجد و نماز شبانہ صحابہ کرام تہجد پڑھتے تھے تو اُس مین صحابیات بھی شریک ہوتی تھین، چنانچہ حضرت عمر رضؓ رات کو تہجد کے لیے اپنے اہل و عیال کو جگاتے تھے تو یہ آیت پڑھتے تھے وامر اہلک بالصلوٰۃ واصطبر علیہا لانسئلک رزقا نحن نرزقک والعاقبۃ للتقوی[3] حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے رات کے تین حصے کر دیے تھے ایک مین خود، دوسرے مین اُنکی بی بی اور تیسرے مین اُنکا خادم تہجد پڑھتا تھا اور ایک دوسرے کو جگاتا تھا[4]

ابواب الزکوٰۃ والصدقات

زیور عورتون کو سب سے زیادہ محبوب ہوتے ہین لیکن صحابیات کو خدا کی مرضی اُن سے بھی زیادہ عزیز تھی ایک بار رسول اللہ صلعم کی خدمت مین ایک صحابیہ اپنی لڑکی کو لیکر حاضر ہوئین، لڑکی کے ہاتھ مین سونے کے موٹے موٹے کنگن تھے

[1] بخاری کتاب الجمعہ باب فی قول اللہ عزوجل فاذا قضیت الصلوٰۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ [2] مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب صلوٰۃ الضحی [3] موطا کتاب الصلوٰۃ باب فی صلوٰۃ اللیل [4] بخاری کتاب الاطعمہ باب التقشف

آپ نے اُنکو دیکھکر فرمایا "کیا تم اُسکی زکوۃ دیتی ہو؟ بولین "نہین" فرمایا "کیا تمھین یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ خدا قیامت کے دن اسکے بدلے اُسکے ہاتھ مین آگ کے کنگن پہنائے؟" انھون نے یہ سُنا تو فوراً کنگن آپ کے سامنے ڈالدیے کہ یہ خدا اور خدا کے رسول کے ہین[1]"

ایک بار رسول اللہ صلعم نے خطبہ عیدین صدقہ وخیرات کی ترغیب دی صحابیات کا مجمع تھا، حضرت بلال رض دامن پھیلائے ہوئے تھے اور صحابیات اپنے کان کی بالیان، گلے کے ہار اور انگلیون کے چھلے تک پھینکتی جاتی تھین[2] حضرت اسماء رض کے پاس صرف ایک ہی لونڈی تھی انھون نے اُسکو فروخت کیا اور روپیہ گود مین لیکر بیٹھین، اُسی حالت مین اُنکے شوہر حضرت زبیر رض آئے اور کہا کہ "روپیہ مجھے دیدو" بولین "مین نے تو اُسکو صدقہ کردیا[3]"

اعزہ واقارب پر صدقہ کرنا۔ ایک بار حضرت عبد اللہ بن مسعود رض کی بی بی حضرت زینب رض نے اُنسے کہا کہ "تم نادار آدمی ہو، رسول اللہ صلعم کے پاس جاؤ اگر آپ اجازت دین تو مین جو صدقہ کرنا چاہتی ہون تمھین کو دون" لیکن حضرت عبد اللہ بن مسعود رض نے کہا کہ "تمھین جاؤ" وہ آئین تو آستان مبارک پر اسی غرض سے ایک دوسری صحابیہ بھی موجود تھین، دونون نے حضرت بلال رض کے ذریعہ سے پوچھوایا کہ "دو عورتین اپنے شوہرون اور یتیمون پر جو اُنکی کفالت مین ہین صدقہ کرنا چاہتی ہین" کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا اُنکو دو دو ثواب ملین گے، ایک قرابت کا دوسرا صدقہ کا،

---

[1] ابوداود کتاب الزکوۃ باب الکنز ما ہو وزکوۃ الحلی [2] ابوداود کتاب الصلوۃ باب الخطبۃ باب الصلوۃ بعد صلوۃ العید [3] مسلم کتاب الآداب باب جواز ارداف المراۃ الاجنبیۃ

ایک بار حضرت ام سلمہؓ نے پوچھا کہ "یا رسول اللہ اگر مین ابو سلمہ کے لڑکون پر صدقہ کردن تو مجھکو ثواب ملے گا، مین اُنکو چھوڑ نہین سکتی کیونکہ وہ میرے لڑکے ہین" آپ نے فرمایا "ہان تمھین ثواب ملے گا۔[1]

صلح حدیبیہ کے بعد حضرت اسمارؓ کی مان مدینہ مین آئین وہ اگرچہ کافرہ تھین لیکن اُنھون نے اُنکے ساتھ سلوک کرنا چاہا تاہم چونکہ مشرکہ تھین، آپ سے دریافت فرمایا اور آپ نے اجازت دیدی[2]

ایک صحابیہ نے اپنی مان کو ایک لونڈی صدقۃً دی تھی، مان کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ صلعم سے اُسکی نسبت دریافت کیا آپنے فرمایا "صدقے کا ثواب تمھین مل چکا اور اب وہ لونڈی تمھاری وراثت مین داخل ہوگئی[3]

محتاج کی سب حاجت امداد | صحابیات موت وحیات دونون حالتون مین اہل حاجت کی اعانت وامداد فرماتی تھین، غزوہ احد مین حضرت صفیہؓ آئین، اور اپنے بھائی حضرت حمزہ سید الشہدار کے کفن کے لیے دو کپڑے لائین لیکن اُنکی لاش کے پاس ایک انصاری کی لاش بھی اُسی طرح برہنہ نظر آئی، دل مین شرمائین کہ حمزہ دو کپڑون مین کفنائے جائین، اور انصاری کے لیے ایک کپڑا بھی نہ ہو، ناپا تو ایک کا قد بڑا نکلا، مجبوراً کپڑے پر قرعہ ڈالا گیا اور جو کپڑا جسکے حصے مین پڑا وہ اُس مین کفنایا گیا[4]

[1] مسلم کتاب الزکوۃ باب فضل النفقۃ علی الاقربین والزوج والاولاد والوالدین ولو کانوا مشرکین [2] ابو داؤد کتاب الزکوۃ باب من تصدق بصدقۃ ثم ورثہا [3] مسند ابن حنبل جلد ا صفحہ ۱۶۵

ابواب الصوم

صائم الدهر رہنا آج ہماری عورتین صوم مفروضہ مین بھی لیت ولعل کرتی ہین لیکن بعض صحابیات صائم الدہر رہتی تھین یعنی ہمیشہ روزہ رکھتی تھین، حضرت ابوامامہؓ نے رسول اللہ صلعم سے باربار دعائے شہادت کی درخواست کی لیکن آپ نے سلامتی کی دعا فرمائی اخیر مین عرض کی کہ کسی ایسے عمل کی ہدایت فرمایئے، کہ خدا مجھے اُس سے نفع دے آپ نے روزے کا حکم دیا، اور انھون نے متصل روزہ رکھنے کا التزام کرلیا، اُنکے ساتھ اُنکے خادم اور بی بی نے بھی اس عمل صالح مین شرکت کی اور روزہ اُنکے گھر کی امتیازی علامت ہوگئی، اگر کسی دن اُنکے گھر مین دھوان اُٹھتا تو لوگ سمجھتے آج اُنکے گھر مین کوئی مہان آیا ہے ورنہ اس گھر مین دن کا کھانا کیونکر پک سکتا تھا[۱]

نفل کے روزے رکھنا بعض صحابیہ نفل کے روزے رکھتی تھین جس سے اُنکے شوہر کو تکلیف ہوتی تھی، اُنھون نے روکا تو اُنکو سخت ناگوار ہوا اور رسول اللہ صلعم کی خدمت مین جاکر شکایت کی لیکن آپ نے حکم دیا کہ کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفل کا روزہ نہین رکھ سکتی[۲]

مُردون کی جانب سے روزہ رکھنا صحابیات نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اپنے مُردون کی جانب سے بھی روزے رکھتی تھین ایک صحابیہ نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ میری مان کا انتقال ہوگیا ہے اور اوس پر روزے فرض تھے کیا مین اُنکو پورا کردون؟ آپ نے اُنکو اجازت دیدی[۳]

---

[۱] مسند ابن حنبل جلد ۵ صفحہ ۲۵۵ [۲] ابوداود کتاب الصیام باب المراۃ تصوم بغیر اذن زوجہا [۳] بخاری کتاب الصوم باب من مات وعلیہ صوم

اعتکاف | صحابیات کو اعتکاف کا اس قدر شوق تھا کہ ایک بار رسول اللہ صلعم نے اعتکاف کے لیے خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا تو حضرت عائشہؓ نے اپنا خیمہ الگ نصب کروایا، انکی دیکھا دیکھی تمام ازواج مطہرات نے خیمے نصب کرائے[1]

ابواب الحج

حج | فرائض اسلام مین اگرچہ حج صرف ایک بار فرض ہے لیکن صحابیات کو ایک بار کے حج سے کیا تسکین ہو سکتی تھی، اسلئے تقریبًا ہر سال فریضہ حج ادا کرتی تھین، ایک بار حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلعم سے جہاد کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا، بہترین جہاد حج مبرور ہے، اسکے بعد سے انکا کوئی سال حج سے خالی نہ گیا[2]

صحابیات جس ذوق و شوق سے حج ادا کرتی تھین، اُسکا موثر منظر حجۃ الوداع مین دنیا کو نظر آیا رسول اللہ صلعم نے اعلان حج کیا تو حضرت اسما بنت عمیسؓ اگرچہ حاملہ تھین لیکن وہ بھی روانہ ہوئین،

بہت سے صحابہ حجۃ الوداع کی شرکت کے لیے جا رہے تھے، راستے مین رسول اللہ صلعم سے ملاقات ہوئی، تو ایک صحابیہ جھپٹ کے آپ کے پاس آئین، اور ہودج سے اپنے بچے کو نکال کر پوچھا کیا اس کا حج بھی ہو سکتا ہے؟ فرمایا ہان تمھین اسکا ثواب ملیگا[3]

صحابیات فریضہ حج کے ادا کرنے مین طرح طرح کا التزام مالایلزم کرتی تھین، ایک

---

[1] ابوداود کتاب الصیام باب فی الاعتکاف [2] بخاری کتاب الحج باب حج النسا [3] ابوداود کتاب المناسک باب فی الصبی یحج -

صحابیہ نے خانہ کعبہ تک پاپیادہ جانے کی نذر مانی، رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا، پاپیادہ بھی چلو اور سوار بھی ہو لو[۱] اگر کسی معذوری سے حج کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو جاتا تھا تو صحابیات کو سخت صدمہ ہوتا تھا، حجۃ الوداع مین حضرت عائشہ کو ضرورت نسوانی سے معذوری ہو گئی رسول اللہ صلعم کا گذر ہوا تو دیکھا کہ رو رہی ہین فرمایا کیا ماجرا ہے؟ بولین کہ مین نے اب تک حج نہین کیا تھا، فرمایا سبحان اللہ یہ تو فطری چیز ہے تمام مناسک ادا کرو صرف خانہ کعبہ کا طواف نہ کرو[۲]

ماں باپ کی طرف سے حج ادا کرنا | صحابیات نہ صرف خود بلکہ اپنے ماں باپ کی جانب سے بھی حج ادا کرتی تھین، حجۃ الوداع کے زمانے مین ایک صحابیہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئین، اور کہا کہ میرے باپ پر حج فرض ہو گیا ہے، لیکن وہ بڑھاپے کی وجہ سے سواری پر بیٹھ نہین سکتے، کیا مین اُنکی جانب سے حج ادا کر دون؟ آپ نے اُنکو اسکی اجازت دیدی[۳] ایک صحابیہ کی ماں کا انتقال ہو چکا تھا وہ آپ کی خدمت مین آئین اور کہا کہ میری ماں نے کبھی حج نہین کیا کیا مین اُسکی جانب سے یہ فرض ادا کر دون؟ آپ نے اُنکو بھی اجازت دی[۴]

عمرہ ادا کرنا | عمرہ فرض ہو یا نہو لیکن صحابیات اُسکو نہایت پابندی کے ساتھ ادا کرتی تھین اور جب وہ فوت ہو جاتا تھا تو اُنکو سخت قلق ہوتا تھا جب حجۃ الوداع مین رسول اللہ صلعم

---

[۱] بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج وفضلہ [۲] ابوداؤد کتاب المناسک باب فی افراد الحج [۳] بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج وفضلہ [۴] مسلم کتاب الصوم باب قضاء الصیام عن المیت

نے حکم دیا کہ جن لوگون کے پاس ہدی نہ ہو وہ عمرہ ادا کرسکتے ہین، تو خیمے مین آکر دیکھا کہ حضرت عائشہ رض رو رہی ہین وجہ پوچھی تو بولین کہ مین ضرورت نسوانی سے معذور ہون، لوگ دو دو فرض (حج و عمرہ) کا ثواب لیکر جاتے ہیں اور مین صرف ایک کا، فرمایا کوئی ہرج نہین خدا انکو عمرہ کا ثواب بھی عطا فرمائے گا، چنانچہ آپ نے حضرت عبد الرحمن ابن ابی بکر کو ساتھ کردیا اور مقام تنعیم مین انھون نے جاکر عمرہ کا احرام باندھا اور آدھی رات کو فارغ ہوکر آئین[1]

ابواب الجہاد

شوق شہادت عہد نبوت مین شہادت ایک ابدی زندگی خیال کی جاتی تھی اس لئے ہر شخص اس آب حیات کا پیاسا رہتا تھا، حضرت ام ورقہ بنت نوفل رض ایک صحابیہ تھین، جب غزوہ بدر پیش آیا تو انھون نے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین عرض کی کہ "مجھکو شریک جہاد ہونے کی اجازت عطا فرمائی جائے، مین مریضونکی تیمارداری کرون گی شاید مجھے بھی درجہ شہادت حاصل ہو جائے" آپ نے فرمایا "گھر ہی مین رہو خدا تمھین اُسی مین شہادت دیگا" یہ معجزانہ پیشینگوئی کیونکر غلط ہوسکتی تھی، اُنھون نے دو غلام مدبر کئے تھے[2] دونون نے اُن کو شہید کردیا کہ جلد آزاد ہوجائین[3]

---

[1] بخاری ابواب العمرہ کتاب الحج [2] مدبر اون غلامون کو کہتے ہین جن سے آقا کہدیتا ہے کہ وہ اُسکی موت کے بعد آزاد ہوجائین گے، اسلیے قدرتی طور پر یہ لوگ آقا کی موت کے متمنی ہوتے ہین

[3] ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب امامۃ النساء

عمل بالقرآن

صحابیات پر قرآن مجید کا شدت سے اثر پڑتا تھا، ایک بار حضرت عائشہ رض نے رسول اللہ صلعم سے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت

من یعمل سوءً یجز بہ — جو شخص ذرہ برابر بھی برائی کریگا اسکو اُسکا بدلہ دیا جائے گا

نہایت سخت ہے، ارشاد ہوا کہ "عائشہ تمکو خبر نہین کہ مسلمان کے پانون مین اگر ایک کانٹا بھی چبھ جاتا ہے تو وہ اُسکے اعمال بد کا معاوضہ ہو جاتا ہے، بولین، "لیکن خدا تو کہتا ہے

فسوف یحاسب حسابا یسیرا — تو خدا ذرا ذرا سی برائی کا بھی حساب لے گا

فرمایا "اسکا مطلب یہ ہے کہ ہر عمل خدا کی بارگاہ مین پیش ہوگا عذاب اُسی کو دیا جائیگا جس کے حساب مین ردو قدح ہوگی[1] اس اثر پذیری کا نتیجہ یہ تھا کہ صحابیات نہایت سرعت کے ساتھ قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنے کو تیار ہو جاتی تھین، حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رض نے حضرت سالم رض کو اپنا منھ بولا بیٹا بنایا تھا، اسلئے زمانہ جاہلیت کی رسم و رواج کے مطابق اُنکو حقیقی بیٹے کے حقوق حاصل ہو گئے تھے، لیکن جب قرآن مجید کی یہ آیت

ادعوھم لآبائھم، — انکو اُنکے حقیقی باپون کا بیٹا کہکر پکارو

نازل ہوئی تو اُنکی بی بی رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور کہا کہ "سالم پہلے ہمارے ساتھ گھر مین رہتے تھے اور اُن سے کوئی پردہ نہ تھا اب آپ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ "دودھ پلا دو وہ تمہارے رضاعی بیٹے ہو جائین گے"[2]

---

[1] ابو داؤد کتاب الجنائز باب امراض المکفرۃ للذنوب [2] ابو داود کتاب النکاح باب من حرم بہ

زمانہ جاہلیت مین عرب کی عورتین نہایت بے پردائی کے ساتھ دوپٹہ اوڑھتی تھین اسلئے سینہ اور سر وغیرہ کھلا رہتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی

ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن۔ عورتون کو چاہیے کہ اپنے دوپٹون کو اپنے سینون پر ڈال لین

اس کا یہ اثر ہوا کہ عورتون نے اپنے تہ بند اور متفرق کپڑون کو پھاڑ کر دوپٹے بنائے اور اپنے آپ کو سیاہ چادرون سے اس طرح ڈھانپ لیا کہ حضرت عائشہ رض کے قول کے مطابق یہ معلوم ہوتا تھا کہ انکے سرکوون کے آشیانے بن گئے ہین[1]

منہیات شرعیہ سے اجتناب

مزامیر سے اجتناب راگ باجا تو بڑی چیز ہے، حضرت عائشہ کا یہ حال تھا کہ اونٹ کے گھنٹی کی آواز سننا بھی پسند نہین کرتی تھین، اگر سامنے سے گھنٹی کی آواز آتی تو ساربان سے کہتین کہ ٹھہر جاؤ تاکہ یہ آواز سننے مین نہ آئے، اور اگر سن لیتین توکہتین کہ تیزی کے ساتھ لے چلو تاکہ مین اس آواز کو نہ سن سکون[2]

ایک بار ایک لڑکی انکے گھر مین گھنگرو پہنے ہوئے داخل ہوئی، گھنگرو کی آواز سنتے کے ساتھ ہی بولین کہ گھنگرو پہنے ہوئے وہ میرے پاس نہ آنے پائے، رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جس گھر مین اس قسم کی آوازین آتی ہین اس مین فرشتے نہین آتے[3]

مشتبہات سے اجتناب حدیث شریف مین آیا ہے کہ "جو چیز مشتبہ ہے اسکو چھوڑ کر وہ چیز اختیار

---

[1] ابوداؤد کتاب اللباس باب فی قول اللہ تعالیٰ ولیضربن بخمرھن، [2] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۱۵۲

[3] مسند جلد ۶ صفحہ ۲۴۲

کرو جو غیر مشتبہ ہے، حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی لیکن اُن کے درمیان مشتبہ چیزین ہین،
پس جو شخص مشتبہ گناہون کو چھوڑ دے گا وہ کھلے ہوئے گناہون کا سب سے زیادہ چھوڑنے والا ہوگا
اور جو شخص مشتبہ گناہون کا مرتکب ہوگا، بہت ممکن ہے کہ کھلے ہوئے گناہون کا مرتکب ہو جائے
گناہ خدا کی چراگاہ ہے اور جو شخص چراگاہ کے آس پاس چرائے گا، ممکن ہے کہ اُسکے مویشی
اُسمین پڑ جائین، صحابیات اس حدیث پر نہایت شدت سے عامل تھین، ایک صحابیہ نے
ایک لونڈی کو اپنی مان پر صدقہ کر دیا تھا وہ مرگئین تو اُس لونڈی کی حالت مشتبہ ہو گئی،
صدقہ کر چکی تھین اور صدقہ کا مال واپس لینا جائز نہین، مان اُسکی مالک ہو گئی تھی اور اُسکے
مرنے کے بعد یہ اُسکی وارث ہو گئی تھین، اسلئے وہ اُنکو وراثت مین مل سکتی تھی، اس اشتباہ
کے رفع کرنے کے لیے وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور واقعہ بیان
کیا آپ نے فرمایا تمھین صدقہ کا ثواب مل چکا اور اب وہ تمھاری وراثت مین آگئی[1]

حضرت اسماءؓ کی مان قتیلہ کافرہ تھین اور حضرت ابوبکرؓ نے زمانۂ جاہلیت ہی مین اُن کو
طلاق دیدی تھی، ایک بار وہ حضرت اسماءؓ کے پاس متعدد چیزین ہدیہ لیکر آئین، چونکہ
یہ کافر کا ہدیہ تھا اسلئے حضرت اسماءؓ نے اُنکے قبول کرنے سے انکار کیا اور حضرت عائشہؓ کے
ذریعہ سے رسول اللہ صلعم سے دریافت کروایا، آپ نے اُسکے قبول کرنے کی اجازت دی[2]

مذہبی زندگی کے مظاہر مختلف

تسبیح وتہلیل تسبیح وتہلیل پاک مذہبی زندگی کی مخصوص علامت ہین، اور صحابیات مین یہ علامت

---

[1] ابوداؤد کتاب الوصایا باب اجاء فی الرجل یھب الھبۃ ثم یوصی لہ [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت اسماءؓ

پائی جاتی تھی، ایک صحابیہ سامنے کنکری یا گٹھلی رکھکر تسبیح پڑھ رہی تھین، رسول اللہ صلعم نے دیکھا تو فرمایا کہ اسکی کیا ضرورت ہے، مین اس سے آسان تر تدبیر بتا دیتا ہون، اسکے بعد ایک دعا بتا دی[۱]

مقامات مقدسہ کی زیارت | حصول برکت کا شوق صحابیات کو مقامات مقدسہ کی طرف کھینچ لے جاتا تھا، ایک بار ایک صحابیہ بیمار ہوئین، اور یہ نذر مانی کہ اگر خدا شفا دیگا تو بیت المقدس مین جاکر نماز پڑھونگی، صحت یاب ہوئین تو سامان سفر کیا، اور رخصت ہونے کے لیے حضرت میمونہؓ کی خدمت مین حاضر ہوئین، اُنھون نے کہا کہ "مسجد نبوی ہی مین نماز پڑھ لو رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ میری مسجد کی ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازون سے بہتر ہے[۲]

ایک صحابیہ نے مسجد قبا تک پاپیادہ جانے کی نذر مانی تھی، ابھی نذر پوری کرنے بھی نہین پائی تھین کہ انتقال ہوگیا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فتوے دیا کہ اُنکی صاحبزادی نذر پوری کرین[۳]

فرائض مذہبی ادا کرنے مین جسمانی تکلیفین اوٹھانا | شوق عبادت ہر قسم کی جسمانی تکلیفون کو آسان کر دیتا ہے، اور صحابیات مین یہ شوق موجود تھا اسلیئے وہ ہر قسم کی تکلیفین برداشت کرتی تھین اور فرائض اسلام کو بخوشی ادا کرتی تھین، حضرت حمنہ بنت جحشؓ ایک صحابیہ تھین، اُنکا معمول تھا کہ برابر مصروف نماز رہتی تھین، جب تھک جاتی تھین تو ستون مسجد مین ایک رسی باندھ

---

[۱] ابوداؤد ابواب تفریع شہر رمضان باب التسبیح بالحصی [۲] مسلم باب فضل الصلوۃ فی مسجد المدینۃ ومکہ [۳] موطاے امام محمد باب الرجل یحلف بالمشی الی بیت اللہ

رکھی تھی اس سے لٹک جاتی تھین، رسول اللہ صلعم نے اُس رسی کو دیکھا تو فرمایا، ہونکو صرف اسی قدر نماز پڑھنی چاہیئے جو اُنکی طاقت مین ہو اگر تھک جائین تو بیٹھ جانا چاہیئے۔ چنانچہ وہ رسی کھلواکر پھنکوا دی[1]

پابندی قسم | ہم لوگ بات بات پر قسم کھایا کرتے ہین، اور ہمکو یہ محسوس نہین ہوتا کہ یہ کسقدر ذمہ داری کا کام ہے، لیکن صحابیات بہت کم قسم کھاتی تھین، اور جس بات پر قسم کھالیتی تھین اُسکو پورا کرتی تھین، ایک بار حضرت عائشہؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے ناراض ہوگئین اور قسم کھائی کہ اب ان سے بات چیت نہ کرینگی، لیکن جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے معافی مانگی اور دوسرے صحابہ نے بھی انکی سفارش کی تو رو کر کہنے لگین

انی نذرت والنذر شدید — مین نے نذر مان لی ہے اور نذر کا معاملہ نہایت سخت ہے،

بالآخر اصرار و سفارش سے انکا قصور معاف کر دیا تو کفارۂ قسم مین ۴۰ غلام آزاد کئے[2]

---

[1] ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب النعاس فی الصلوۃ [2] بخاری کتاب الادب باب الہجرۃ،

تبجیل الرسول

برکت اندوزی صحابیات ہمیشہ رسول اللہ صلعم کی ذات پاک سے برکت اندوز ہوتی رہتی تھین، اسلیے جو بچہ پیدا ہوتا، صحابیات سب سے پہلے اُسکو آپ کی خدمت مین حاضر کرتین، آپ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے، اپنے مونھ مین کھجور ڈال کر اُسکے مونھ مین ڈالتے، اور اوسکے لیے برکت کی دعا فرماتے[1]

محافظت یادگار رسول صحابیات رسول اللہ صلعم کی یادگارون کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی تھین، حضرت عائشہ رضؓ کے پاس آپ کا ایک جُبہ محفوظ تھا، جب اُنکا انتقال ہوا تو حضرت اسماءؓ نے اُسکو لے لیا اور محفوظ رکھا، چنانچہ جب کوئی شخص اُنکے خاندان مین بیمار ہوتا تھا تو شفا حاصل کرنے کے لیے اُسکو دھو کر اُسکا پانی پلاتی تھین[2]

جن کپڑون مین آپ کا وصال ہوا تھا، حضرت عائشہ رضؓ نے اُنکو محفوظ رکھا تھا، چنانچہ ایک دن اُنھون نے ایک صحابی کو ایک یمنی تہ بند اور ایک کمل دکھا کر کہا کہ خدا کی قسم آپنے انھی کپڑون مین داعی اجل کو لبیک کہا تھا[3]

ایک بار ایک صحابیہ نے آپ کی دعوت کی، آپ نے کھانے کے بعد جس مشکیزہ سے پانی پیا اوسکو انھون نے محفوظ رکھا، جب کوئی شخص بیمار ہوتا یا برکت حاصل کرنے کا موقع آتا تو وہ اس سے پانی پیتی اور پلاتی تھین[4]

---

[1] مسلم کتاب الفضائل باب فی قرب النبی من الناس وتبرکہم، [2] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۳۴۸ [3] ابوداؤد کتاب اللباس باب فی لبس الصوف والشعر [4] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام نیار

جب آپ حضرت انس رض کے گھر تشریف لاتے تھے تو اونکی والدہ آپ کے پسینے کو نچوڑ کر ایک شیشی مین بھر لیتی تھین اور اسکو محفوظ رکھتی تھین[1]

غزوہ خیبر مین آپ نے ایک صحابیہ کو خود دست مبارک سے ایک ہار پہنایا تھا وہ اسکی اسقدر قدر کرتی تھین کہ عمر بھر اسکو گلے سے جدا نہین کیا اور جب انتقال کرنے لگین تو وصیت کی کہ انکے ساتھ وہ بھی دفن کر دیا جائے[2]

ایک دن آپ حضرت ام سلیم رض کے مکان پر تشریف لائے، گھر مین ایک مشکیزہ لٹک رہا تھا آپ نے اسکا دھارا اپنے منھ سے لگایا اور پانی پیا، حضرت ام سلیم رض نے مشکیزے کے دہانے کو کاٹ کر اپنے پاس بطور یادگار کے رکھ لیا[3]

آپ حضرت شفاء بنت عبداللہ رض کے یہان کبھی کبھی قیلولہ فرماتے تھے اس غرض سے انھون نے آپ کے لیے ایک بستر اور ایک خاص تہبند بنوا لیا تھا جس کو پہن کر آپ استراحت فرماتے تھے، یہ یادگارین ایک مدت تک انکے خاندان مین محفوظ رہین، اخیر مین مروان نے ان کو لے لیا[4]

ادب رسول، صحابیات آپکی خدمت مین حاضر ہوتین تو دربار نبوت کے ادب و عظمت کے لحاظ سے تمام کپڑے زیب تن کر لیتین ایک صحابیہ فرماتی ہین،

جمعت علی ثیابی فاتیت رسول اللہ صلعم جن نے تمام کپڑے پہن لیے اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی

---

[1] بخاری کتاب الاستیذان باب من زار قوما فقال عندھم [2] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۳۸۰ [3] ابوداؤد کتاب اللباس باب فی لبس الصوف والشعر۔ [4] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیم [5] ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی عدۃ الحامل اسد الغابہ تذکرہ حضرت شفاء بنت عبداللہ رض

اگر ناداشتگی کی حالت مین بھی کوئی کلمہ آپ کی شان کے خلاف منھ سے نکل جاتا تو اُسکی معافی چاہتین ایک صحابیہ کا بچہ مرگیا تھا اور وہ اُس پر رو رہی تھین آپ کا گذر ہوا تو فرمایا "خدا سے ڈرو اور صبر کرو" بولین تمھین میری مصیبت کی کیا پرواہے؟ آپ چلے گئے تو لوگون نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلعم تھے، دوڑی ہوئی آئین اور عرض کی کہ مین نے حضور کو نہین پہچانا[۱]

حمایت رسول | صحابیات اپنے دلون مین نہایت شدت کے ساتھ آپ کی حمایت کی آرزو رکھتی تھین، حضرت طلیب بن عمیر اسلام لائے اور اپنی مان اروی بنت عبد المطلب کو اسکی خبر دی تو بولین کہ "تم نے جس شخص کی حمایت کی، وہ اسکا سب سے زیادہ مستحق تھا اگر مردون کی طرح ہم بھی استطاعت رکھتے تو آپ کی حفاظت کرتے اور آپ کی طرف سے لڑتے[۲]

خدمت رسول | صحابیات رسول اللہ صلعم کی خدمت کو اپنا سب سے بڑا شرف خیال کرتی تھین، حضرت سلمیٰ ایک صحابیہ تھین اُنھون نے اس استقلال کے ساتھ آپ کی خدمت کی کہ انکو خادم رسول اللہ کا لقب حاصل ہوا[۳]

سفینہ حضرت سلمہ کے والدہ کی لونڈی تھی اُنھون نے اُسکو اس شرط پر آزاد کرنا چاہا کہ وہ اپنی عمر آپ کی خدمت گزاری مین صرف کرے اُس نے کہا اگر آپ یہ شرط نہ بھی کرتین تب بھی مین تا نفس واپسین آپ کی خدمت سے علٰحدہ نہ ہوتی[۴]

ہیبت رسول | رسول اللہ صلعم کی پرعظمت روحانیت سے صحابیات اسقدر مرعوب ہوجاتی تھین کہ

---

[۱] ابوداود کتاب الجنائز باب الصبر عند الصدمۃ [۲] استیعاب تذکرہ حضرت طلیب بن عمیر [۳] ابوداود کتاب الطب باب الحجامۃ [۴] ابوداود کتاب العتق باب فی العتق علی الشرط

جسم مین رعشہ پڑجاتا تھا ایک بار حضرت حدیبہ نے آپ کو مسجد مین اوکڑو بیٹھے ہوئے دیکھا اُن پہ آپ کے اس خشوع وخضوع کی حالت کا یہ اثر پڑا کہ کانپ اُٹھین[1]

نعت رسول | صحابیات کی چھوٹی چھوٹی لڑکیان تک آپ کی مدح مین رطب اللسان رہتی تھین. آپ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو لڑکیان دف بجا بجا کر یہ شعر گاتی پھرتی تھین،

نحن جوار من بنی النجار   یا حبذا محمد ا من جار

ہم خاندان بنو نجار کی لڑکیان ہین، محمد کتنے اچھے پڑوسی ہین

پردہ نشین عورتین یہ اشعار پڑھتی تھین

طلع البدر علینا   من ثنیۃ الوداع

ثنیۃ الوداع کی گھاٹیون سے ہم پر چودھوین رات کا چاند طلوع ہوا ہے

وجب الشکر علینا   ما دعی اللہ داعی

جب تک دعا کرنے والے دعا کرین ہم پر خدا کا شکر واجب ہے،

حضرت عائشہ رض رخصت ہو کر آئین تو چھوکریان دف بجا بجا کر واقعات بدر کے متعلق اشعار گاتی تھین، ان مین سے ایک نے یہ مصرع گایا

وفینا نبی یعلم ما فی غد   ہم مین ایک پیغمبر ہے جو کل کی بات جانتا ہے

تو آپ نے روک دیا اور کہا کہ وہی گاؤ جو پہلے گا رہی تھین[2]

پابندی احکام رسول | صحابیات رسول اللہ صلعم کے احکام کی نہایت شدت کے ساتھ پابندی

[1] شمائل ترمذی باب ما جاء فی حلیۃ رسول اللہ صلعم [2] بخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح

کرتی تھین آپ نے شوہر کے علاوہ اور اعزہ کے ماتم کے لیے صرف تین دن مقرر فرمائے تھے
صحابیہ نے اسکی اس شدت کے ساتھ پابندی کی کہ جب حضرت زینب بنت جحش رض کے بھائی کا
انتقال ہوا تو چوتھے دن کچھ عورتین اُن سے ملنے آئین اُنھون نے اُن سب کے سامنے خوشبو
لگائی، اور کہا کہ "مجھے خوشبو کی ضرورت نہ تھی لیکن مین نے آپ سے سنا ہے کہ کسی مسلمان
عورت کو شوہر کے سوا تین دن سے زیادہ کسی کا ماتم کرنا جائز نہین،" اسلئے یہ اُسی حکم کی
تعمیل تھی۔

جب حضرت ام حبیبہ رض کے والد نے انتقال کیا تو اُنھون نے تین روز کے بعد تیل لگایا،
خوشبو ملی۔ اور کہا کہ "مجھے اسکی ضرورت نہ تھی، صرف آپ کے حکم کی تعمیل مقصود تھی"[1]
ایک بار حضرت عائشہ رض کے پاس ایک سائل آیا اُنھون نے روٹی کا ایک ٹکڑا دیدیا
پھر اُسکے بعد ایک خوش لباس شخص آیا تو اُنھون نے اُسکو بٹھا کر خوب کھانا کھلایا، لوگون
نے اس تفریق و امتیاز پر اعتراض کیا تو بولین کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ

انزلوا الناس علی قدر منازلھم — لوگون کو اُن کے درجہ پر رکھو

ایک بار آپ مسجد سے نکل رہے تھے، دیکھا کہ راستے مین مرد عورت مل جل کے چل رہے
ہین، عورتون کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا "پیچھے رہو تم وسط راہ سے نہین گذر سکتین،" اسکے بعد
عورتون کا یہ حال ہو گیا کہ گلی کے کنارے سے اسطرح لگ کے چلتی تھین کہ اُنکے کپڑے
دیوارون سے اُلجھ جاتے تھے[2]

---

[1] ابوداؤد کتاب الطلاق باب احداد المتوفی عنہا زوجہا [2] ابوداؤد کتاب الادب باب فی مشی النساء فی الطریق

رضامندی رسول | صحابیات کو رسول اللہ صلعم کی رضامندی کی ہمیشہ فکر رہتی تھی، اسلیئے اگر آپ کبھی ناراض ہوجاتے تھے تو ہر ممکن تدبیر سے آپ کے رضامند کرنے کی کوشش کرتی تھین، آپ جب حجۃ الوداع کے لئے تشریف لیگئے تو تمام بیبیان ساتھ تھین، سوء اتفاق سے راستہ مین حضرت صفیہؓ کا اونٹ تھک کر بیٹھ گیا، وہ رونے لگین، آپ کو خبر ہوئی تو خود تشریف لائے اور دست مبارک سے اُنکے آنسو پوچھے، آپ جسقدر اُنکو رونے سے منع فرماتے تھے اُسی قدر وہ اور زیادہ روتی تھین، جب کسی طرح چپ نہ ہوئین، تو آپ نے اُنکو سرزنش فرمائی، اور تمام لوگون کو منزل کرنے کا حکم دیا اور خود بھی اپنا خیمہ نصب کروایا اب حضرت صفیہؓ کو خیال ہوا کہ آپ اُن سے ناراض ہوگئے، اسلئے آپ کی رضامندی کی تدبیرین اختیار کین، اس غرض سے حضرت عائشہؓ کے پاس گیئن، اور کہا کہ " آپ کو معلوم ہے کہ مین اپنی باری کا دن کسی چیز کے معاوضہ مین نہین دیسکتی، لیکن اگر آپ رسول اللہ صلعم کو مجھسے راضی کردین تو مین اپنی باری کا دن آپ کو دیتی ہون" حضرت عائشہؓ نے آمادگی ظاہر کی اور ایک دوپٹہ اوڑھا جو زعفرانی رنگ مین رنگا ہوا تھا، پھر اُس پر پانی کے چھینٹے دئے کہ خوشبو خوب پھیلے، اُسکے بعد آپ کی خدمت مین گیئن اور خیمہ کا پردہ اُٹھایا، تو آپ نے فرمایا کہ عائشہ یہ تمھاری باری کا دن نہین ہے" بولین

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء[1] یہ خدا کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے

تفویض الی الرسول | عورت کے لیئے نکاح کا معاملہ سب سے زیادہ اہم ہے، لیکن صحابیات نے

---

[1] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۳۳۸

اپنے آپ کو بالکل رسول اللہ صلعم کے ہاتھ مین دیدیا تھا، اسلئے آپ جس سے چاہتے تھے انکا نکاح کر دیتے تھے، اور وہ بخوشی اُسکو قبول کرلیتی تھین، حضرت فاطمہ بنت قیس رض ایک صحابیہ تھین، جن سے ایک طرف تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رض جو نہایت دولت مند صحابی تھے نکاح کرنا چاہتے تھے، دوسری طرف آپنے حضرت اسامہ بن زید رض کے متعلق اُن سے گفتگو کی تھی، لیکن حضرت فاطمہ بنت قیس رض نے آپ کو اپنی قسمت کا مالک بنا دیا اور کہا کہ "میرا معاملہ آپ کے ہاتھ مین ہے جس سے چاہیے نکاح کر دیجیے"[1]

جلیبیب رض ایک ظریف الطبع صحابی تھے، جو راستون مین بھی ظرافت اور مذاق کی باتین کرتے تھے، اسلئے صحابہ اُنکو عموماً ناپسند کرتے تھے ایک بار آپ نے اُنکے لئے ایک انصاری لڑکی سی پیغام نکاح دیا، اُنھون نے کہا کہ اسکی ماں سے مشورہ کرلون"، ماں نے جلیبیب کا نام سنا تو انکار کیا، لیکن لڑکی نے کہا "رسول اللہ صلعم کی بات نامنظور نہین کی جاسکتی مجھے آپکے حوالے کر دو خدا مجھے ضائع نہ کریگا"[2]

ضیافت رسول | اگر خوش قسمتی سے صحابیات کو کبھی رسول اللہ صلعم کی ضیافت کا موقع ملتا تو نہایت عزت، محبت، اور ادب کے ساتھ اس فرض کو بجا لاتین، ایک بار آپ حضرت ام حرام رض کے مکان پر تشریف لیگئے. تو اُنھون نے دعوت کی، آپ نے قبول فرمائی اور وہین قیلولہ فرمایا[3]

---

[1] نسائی کتاب النکاح الخطبہ فی النکاح [2] مسند جلد ۴ صفحہ ۴۲۲ [3] ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی رکوب البحر فی الغزو

ایک بار ایک صحابی نے آپ کی دعوت کی، دعوت کھا کر آپ روانہ ہوئے تو اُنکی بی بی نے پردے سے سر نکال کر کہا کہ یا رسول اللہ مجھ پر اور میرے شوہر پر درود بھیجتے جایئے، آپ نے فرمایا "خدا تم پر اور تمھارے شوہر پر رحمت نازل فرمائے"[1]

بعض صحابیات خود کوئی نئی چیز پکا کر آپ کی خدمت مین پیش کرتی تھین، ایک بار حضرت ام ایمن رض نے آٹا چھانا اور اُسکی روٹیان تیار کر کے آپ کی خدمت مین پیش کین آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ بولین "ہمارے ملک مین اسی کا رواج ہے مین نے چاہا کہ آپ کے لیے بھی اسی قسم کی روٹیان تیار کرون لیکن آپ نے کمال زہد و تقشف سے فرمایا "آٹے مین چوکر ملا کر پھر گوندھو"[2]

محبت رسول | صحابیات کے دل آپ کی محبت سے لبریز تھے، اور وہ اسکا اظہار مختلف طریقون سے کرتی تھین حضرت ام عطیہ رض ایک صحابیہ تھین وہ جب آپ کا ذکر کرتین تو فرط محبت سے کہتین بابا بغی یعنی آپ پر قربان[3] آپ جب کسی غزوہ مین تشریف لے جاتے تو صحابیات فرط محبت سے آپکی واپسی اور سلامتی کے لیے نذرین مانتی تھین، ایک بار آپ کسی غزوہ سے واپس آئے تو ایک صحابیہ نے کہا کہ "یا رسول اللہ مین نے نذر مانی تھی کہ اگر خدا آپ کو صحیح و سالم واپس لائے گا تو آپ کے سامنے دف بجا بجا کے گیت گاؤن گی"[4]

شوق صحبت رسول | صحابیات کے دل مین آپکی محبت سے مستفیض ہونے کا نہایت شوق رہتا تھا، حضرت قیلہ رض بیوہ ہوگئین تو بچون کو اُنکے چچا نے لے لیا اب وہ تمام دنیوی جھگڑون سے آزاد تھین، اسلیے ایک صحابی کے ساتھ خدمت مبارک مین حاضر ہوئین اور آپکی تعلیمات و تلقینات سے عمر بھر فائدہ اُٹھایا[5]

---

[1] مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۳۹۸ [2] سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ [3] نسائی کتاب الحیض باب شہود الحیض العیدین و دعوۃ المسلمین [4] ترمذی کتاب المناقب مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب [5] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت قیلہ رض۔

فضائلِ اخلاق

استغنا | فیض تربیت نبوی نے صحابیات کے ایک ایک فرد کو، غیرت، خودداری، اور عزت نفس کا مجسمہ بنا دیا تھا، اسلئے وہ کسی کے سامنے دست سوال نہین پھیلاتی تھین، ماں باپ سے مانگتے ہوے کسی کو شرم نہین آتی لیکن صحابیات کی غیرت اسکو بھی گوارا نہین کرتی تھی کہ ماں باپ سے بھری محفل مین سوال کیا جاے، حضرت فاطمہ رض گھر کے کام کاج سے تنگ آگئی تھین، رسول اللہ صلعم کے پاس کچھ لونڈی غلام آے، حاضر خدمت ہوئین کہ آپ سے ایک غلام مانگین دیکھا کہ آپ سے کچھ لوگ باتین کر رہے ہین، شرم کے مارے واپس آئین[1]

ایثار | فیاضی ایک اخلاقی وصف ہے، لیکن ایثار فیاضی کی اعلی ترین قسم ہے، اور وہ صحابیات مین بدرجہ اتم پائی جاتی تھی حضرت عائشہ رض نے رسول اللہ صلعم اور حضرت ابوبکر رض کے پہلو مین اپنی قبر کے لیے جگہ مخصوص کر رکھی تھی لیکن جب حضرت عمر رض نے اُن سے درخواست کی تو اُنھون نے یہ تحفۂ جنت اُنکو دیدیا اور فرمایا

کنت اریدہ لنفسی ولاوثرن بہ الیوم علی نفسی[2] مین نے خود اپنے لیے اُسکو محفوظ رکھا تھا لیکن آج اپنے اوپر آپکو ترجیح دیتی ہون

ایک دن وہ روزے سے تھین، گھر مین ایک روٹی کے سوا کچھ نہ تھا، ایک مسکین عورت آئی، اُنھون نے لونڈی سے کہا کہ "روٹی اُسکو دیدو" اُس نے کہا "افطار کس چیز سے کیجیے گا" بولین "دے تو دو" شام ہوئی تو کسی نے بکری کا گوشت بھجوا دیا لونڈی کو بلا کر کہا "یہ تیری روٹی سے بہتر ہے"[3]

---

[1] ابوداؤد کتاب الادب باب فی التسبیح [2] بخاری کتاب المناقب باب قصة البیعة [3] موطاے امام مالک کتاب الجامع باب الترغیب فی الصدقة

فیاضی | صحابہ کی طرح اسلام کو صحابیات کی فیاضی سے بھی بہت کچھ ثبات واستحکام حاصل ہوا،
حضرت ام سلیم رضؓ نے اپنا نخلستان خاص رسول اللہ صلعم کے لیے وقف کردیا[1]
حضرت عائشہ رضؓ اسقدر فیاض تھین کہ جو کچھ ہاتھ آجاتا تھا اُسکو صدقہ کردیتی تھین، حضرت عبداللہ
بن زبیر رضؓ نے اُنکو اس فیاضی سے روکنا چاہا تو اسقدر برہم ہوئین کہ اُن سے بات چیت کرنے کی
قسم کھائی[2] حضرت اسمار رضؓ اُن سے بھی زیادہ فیاض تھین، حضرت عائشہ رضؓ کا معمول یہ تھا کہ جمع
کرتی جاتی تھین، جب معتد بہ سرمایہ جمع ہوجاتا تھا تو اُسکو تقسیم کردیتی تھین لیکن حضرت اسمار رضؓ
کل کے لیے کچھ نہین رکھتی تھین، روز کا روز خرچ کردیا کرتی تھین[3]
ایک بار حضرت منکدر بن عبداللہ حضرت عائشہ رضؓ کی خدمت مین حاضر ہوئے بولین کہ "تمھارے
کوئی لڑکا ہے" اُنھون نے کہا "نہین" فرمایا "اگر میرے پاس دس ہزار درہم ہوتے تو مین
تمکو دیدیتی" حسن اتفاق سے شام ہی کو حضرت امیر معاویہ رضؓ نے اُنکے پاس روپے بھیجے بولین
کہ کسقدر جلد میری آزمائش ہوئی" فوراً آدمی بھیجکر انکو بلوایا اور دس ہزار درہم دیدیے اُنھون نے
اس رقم سے ایک لونڈی خریدلی اور اس سے اُنکے متعدد بچے پیدا ہوئے[4]
ازواج مطہرات مین حضرت زینب بنت جحشؓ نہایت فیاض تھین، وہ اپنے ہاتھ سے چمڑے کی
دباغت کرتی تھین، اور جو کچھ آمدنی اُس سے ہوتی تھی مساکین کو دیدیتی تھین، ایک بار رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ تم مین جسکا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا ہوگا وہ مجھسے سب سے پہلے ملے گا، اس بنا پر ازواج
مطہرات اپنے ہاتھون کو ناپتی تھین حضرت زینب کے ہاتھ سب سے چھوٹے تھے لیکن جب سب سے پہلے اُنکا انتقال ہوا تو ازواج

[1] صحیح بخاری [2] بخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش [3] ادب المفرد باب السخاوۃ [4]
طبقات ابن سعد تذکرہ منکدر بن عبداللہ

مطہرات کو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے فیاضی مراد تھی[1]

مخالف سے انتقام نہ لینا | اگر مخالف کسی مصیبت مین مبتلا ہو جائے تو انتقام لینے کا اس سے بہتر کوئی موقع نہین ملسکتا لیکن صحابیات کے دل مین خدا اور رسول کی محبت نے بغض و انتقام کی جگہ کب چھوڑی تھی؟ حضرت عائشہ رض اور حضرت زینب رض مین باہم نوک جھوک رہتی تھی لیکن جب حضرت عائشہ رض پر اتہام لگایا گیا اور رسول اللہ صلعم نے حضرت زینب رض سے اُنکی اخلاقی حالت دریافت فرمائی تو بجائے اسکے کہ وہ انتقام لیتین، بولین کہ "مین اپنے کان اور اپنی آنکھ کی پوری حفاظت کرتی ہون مجھے اُنکی نسبت بھلائی کے سوا کچھ معلوم نہین ہے" حضرت عائشہ رض کو خود اعتراف ہے کہ

وھی التی تسامینی فعصمھا اللہ بالورع   وہ اگرچہ میری حریف تھین لیکن خدا نے ورع کیوجہ سے اُنکو بچا لیا

انتقام تو بڑی چیز ہے، صحابیات اپنے مخالفون سے بغض رکھنا بھی پسند نہین کرتی تھین، حضرت معاویہ بن خدیج رض نے حضرت عائشہ رض کے بھائی محمد بن ابی بکر کو قتل کر دیا تھا، ایک بار وہ کسی فوج کے سپہ سالار تھے، حضرت عائشہ رض نے ایک شخص سے پوچھا کہ اس غزوہ مین معاویہ کا سلوک کیسا رہا؟ اُس نے کہا "اُن مین کوئی عیب نہ تھا، سب لوگ اُنکے مداح رہے، اگر کوئی اُونٹ ضائع ہو جاتا تھا تو وہ اوسکی جگہ دوسرا اُونٹ دیدیتے تھے، اگر کوئی گھوڑا مر جاتا تھا تو وہ اُسکی جگہ دوسرا گھوڑا دیدیتے تھے اگر کوئی غلام بھاگ جاتا تھا تو وہ اسکی جگہ دوسرا غلام دیدیتے تھے، حضرت عائشہ رض نے یہ سنکر کہا، "استغفر اللہ اگر مین اُن سے اس بنا پر بغض رکھون کہ

---

[1] اصابہ تذکرہ حضرت زینب بنت جحش [2] بخاری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء بعضہن بعضاً

انھون نے میرے بھائی کو قتل کیا مین نے خود رسول اللہ صلعم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ہے کہ خدایا جو شخص میری امت کے ساتھ ملاطفت کرے تو بھی اُسکے ساتھ ملاطفت کر اور جو اوس پر سختی کرے تو بھی اُس پر سختی کر[1]

مہمان نوازی | حضرت ام شریک رضی نہایت دولت مند اور فیاض صحابیہ تھین، انھون نے اپنے مکان کو گویا مہمان خانہ بنا دیا تھا اسلیے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین باہر سے جو مہمان آتے تھے وہ اکثر انھین کے مکان پر ٹھہرتے تھے[2]

عزت نفس | صحابیات عزت نفس کا مجسمہ تھین، حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی جس دن شہید ہوئے اُس روز اپنی والدہ حضرت اسمار رضی کے پاس تشریف لیگئے، انھون نے اُنکو دیکھا تو بولین ،، بیٹا قتل کے خوف سے ہرگز کوئی ایسی شرط نہ قبول کرلینا جس مین تمکو ذلت برداشت کرنی پڑے خدا کی قسم عزت کے ساتھ تلوار کھا کر مرجانا اس سے بہتر ہے کہ ذلت کے ساتھ کوڑے کی مار برداشت کرلی جاسے

صبر و ثبات | مُردون پر نوحہ کرنا، بال نوچنا، کپڑے پھاڑ ڈالنا، مدتون مرثیہ خوانی کرنا عرب کا قومی شعار تھا لیکن فیض تربیت نبوی نے صحابیات کو صبر کا اسقدر خوگر بنا دیا تھا کہ حضرت ابو طلحہ انصاری کا لڑکا بیمار رہوا وہ صبح کے وقت اوسکو بیمار چھوڑ کر کام کاج کے لیے باہر چلے گئے اُنکی عدم موجودگی مین یہان لڑکا جان بحق تسلیم ہو گیا لیکن اُنکی بی بی نے لوگون سے کہدیا کہ ابو طلحہ سے نہ کہنا

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت معاویہ بن خدیج رضی

[2] نسائی کتاب النکاح باب الخطبۃ فی النکاح،

وہ شام کو پلٹے تو بی بی سے پوچھا کہ بچہ کیسا ہے؟ بولین "پہلے سے زیادہ سکون کی حالت مین ہے" یہ کہکر کھانا لائین اور انھون نے کھانا کھایا" صبح ہوئی تو کہا "کہ اگر ایک قوم کسی کو کوئی چیز عاریۃً دے اور پھر اُسکا مطالبہ کرے تو کیا اُسکو اُسکے رُوک رکھنے کا حق حاصل ہے؟ بولے "نہین" بولین "تو پھر اپنے بیٹے کو بھی صبر کرو"[1]

رسول اللہ صلعم غزوہ اُحد سے واپس ہوئے تو تمام صحابیات اپنے اپنے اعزہ واقارب کا حال پوچھنے آئین، انہی مین حضرت حمنہ بنت جحش بھی تھین، وہ آئین تو آپ نے فرمایا کہ "حمنہ اپنے بھائی عبد اللہ بن جحش کو صبر کرو" اُنھون نے انا للہ پڑھا اور ان کے لیے دعاے مغفرت کی، آپ نے پھر فرمایا کہ "اپنے ماموں حمزہ بن عبد المطلب کو بھی صبر کرو" انھون نے اس پر بھی انا اللہ پڑھا اور دعاے مغفرت کرکے خاموش ہو رہین[2]

حضرت عبد اللہ بن زبیر جب حجاج سے معرکہ آرا ہوے تو انکی والدہ حضرت اسما بیمار تھین وہ انکے پاس آے اور مزاج پرسی کے بعد بولے کہ "مرنے مین آرام ہے" بولین "شاید تمکو میرے مرنے کی آرزو ہے لیکن جب تک دو باتون مین سے ایک نہ ہو جاے مین مرنا پسند نہ کرونگی، یا تو تم شہید ہو جاؤ اور مین تم کو صبر کرلون، یا فتح وظفر حاصل کرو کہ میری آنکھین ٹھنڈی ہون" چنانچہ جب وہ شہید ہو چکے تو حجاج نے انکو سولی پر لٹکا دیا حضرت اسما باوجود پیرانہ سالی کے یہ عبرت ناک منظر دیکھنے کے لیے آئین، اور بجاے اسکے کہ روتی پیٹتین، حجاج کی طرف مخاطب ہوکر کہا کیا اس سوار کے لیے ابھی تک وہ وقت نہین آیا کہ اپنے گھوڑے سے نیچے اتر آے[3]

[1] مسلم کتاب الادب باب استحباب تحنیک المولود عند ولادتہ الخ [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت حمنہ بنت جحش رض [3] استیعاب تذکرہ حضرت عبد اللہ بن زبیر

شجاعت | غزوات مین صحابہ کرام نے جس طرح داد شجاعت دی صحابیات کے بہادرانہ کارنامے اُس سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہین غزوہ حنین مین کفار نے اس زور شور سے حملہ کیا تھا کہ میدان جنگ لرز اوٹھا تھا لیکن حضرت ام سلیمؓ کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ ہاتھ مین خنجر لیے ہوئے منتظر تھین کہ کوئی کافر سامنے آئے تو اُس کا کام تمام کردین، چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے اُنکے ہاتھ مین خنجر دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ بولین "چاہتی ہون کہ کوئی کافر قریب آئے تو پیٹ مین بھونک دون[1]"

غزوہ خندق مین رسول اللہ صلعم نے تمام عورتون کو ایک قلعہ مین کردیا تھا، ایک یہودی آیا اور قلعہ کے گرد چکر لگانے لگا حضرت صفیہؓ نے دیکھا تو حضرت حسان بن ثابتؓ سے کہا کہ "یہ جاسوس معلوم ہوتا ہے اسکو قتل کردو" بولے "تمھین تو یہ معلوم ہے کہ مین اس میدان کا مرد نہین" اب حضرت صفیہؓ خود اوترین اور خیمے کی ایک میخ اوکھاڑ کر اسس زور سے مارا کہ وہ وہین ٹھنڈا ہوگیا[2]

زہد و تقشف | صحابیات نہایت زاہدانہ اور متقشفانہ زندگی بسر کرتی تھین، ایک بار ایک شخص حضرت عائشہؓ کی خدمت مین حاضر ہوا، بولین "ذرا ٹھہر جاؤ مین اپنی نقاب سیلون" اُس نے کہا "اگر مین لوگون کو اسکی خبر کردون تو لوگ آپ کو بخیل سمجھین گے" بولین "جو لوگ پُرانا دھرانا کپڑا نہین پہنتے اُنکو آخرت مین نیا کپڑا نصیب نہ ہوگا[3]"

زندہ دلی | صحابیات کے جذبات کو اسلام نے تر و تازہ اور شگفتہ کردیا تھا، اسلئے اُن مین عموماً

---

[1] ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی السلب یعطی القاتل [2] اسد الغابہ تذکرہ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب
[3] ادب المفرد باب الرفق فی المعیشۃ،

زندہ دلی پائی جاتی تھی، عید کے دن معمولاً لڑکے اور لڑکیاں رسول اللہ صلعم کے پاس جمع ہو کر باجے بجاتے تھے اور مسرت کے ترانے گاتے تھے[1]

راز داری | صحابیات کا سینہ راز کا مدفن تھا جس سے وہ قیامت تک باہر نہین نکل سکتا تھا، ایک دن آپ کی خدمت مین تمام ازواج مطہرات جمع تھین، حضرت فاطمہؓ بھی اسی حالت مین آگئین آپ نے انکو مرحبا کہا اور اپنے داہنی جانب بٹھالیا اور آہستہ سے اُنکے کان مین ایک بات کہی وہ چیخ مار کر رو پڑین، پھر آپ نے آہستہ سے ایک بات کہی جس سے وہ ہنس پڑین آپ چلے گئے تو تمام بی بیون نے اسکی وجہ پوچھی بولین مین آپ کی زندگی مین آپ کا راز فاش نہین کر سکتی[2]

عفت وعصمت | اسلام نے پاکیزگی اخلاق کی جو تعلیم دی اوس نے صحابیات کو عصمت وعفت کا مجسمہ بنا دیا، ایک صحابیہ کو جنکی اخلاقی حالت زمانہ جاہلیت مین اچھی نہ تھی ایک شخص نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا تو بولین، "ہٹو اب وہ زمانہ گیا اور اسلام آیا[3]" اسلام کی تعلیم کا یہ اثر تھا کہ لونڈیان تک بدکاری سے انکار کرنے لگین، مسیکہ ایک لونڈی تھی جس نے رسول اللہ صلعم کی خدمت مین آکر شکایت کی کہ میرا آقا مجھکو بدکاری پر مجبور کرتا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی

لا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء[4]

اپنی لونڈیون کو بدکاری پر مجبور نہ کرو

اس جرم کا ارتکاب تو صحابیات سے بہت بعید تھا وہ اسکو بھی گوارا نہین کرتی تھین کہ کسی نامحرم کی نگاہ بھی اُن پر پڑ جائے ایک بار حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے نکاح کرنا چاہا اور

---

[1] بخاری کتاب العیدین باب سنۃ العیدین لاہل الاسلام [2] مسلم کتاب الفضائل مناقب فاطمہؓ [3] مسند ابن حنبل جلد ۴ صفحہ ۸۰ [4] ابو داؤد کتاب الطلاق باب فی تعظیم الزنا

رسول اللہ صلعم سے مشورہ طلب کیا آپ نے فرمایا "کہ پہلے عورت کو جاکر دیکھ لو" وہ اس غرض سے
اُسکے گھر گئے "عورت نے پردے سے کہا "اگر رسول اللہ صلعم کا حکم ہے تو خیر ورنہ تمھین خدا کی قسم[1]
اس معصیت کا ارتکاب تو بڑی چیز ہے، اگر خدانخواستہ صحابیات پر کبھی اس قسم کا اتہام
بھی لگ جاتا تھا تو اُنکے خرمن عقل وہوش پر بجلی گر پڑتی تھی، حضرت عائشہؓ کے کانون مین
جب واقعہ افک کی بھنک پڑی تو بیہوش ہو کر گر پڑین، لرزہ و بخار آگیا،" و آنسوںکی جھڑی لگ گئی[2]



[1] سنن ابن ماجہ کتاب النکاح باب النظر الی المرآۃ اذا اراد ان تینر دجہا [2] بخاری کتاب بدء الخلق باب قول اللہ عزوجل لقد کان فی یوسف واخوتہ آیات للسائلین

حُسنِ معاشرت

مصالحت صفائی | اگر بہ مقتضائے فطرت انسانی صحابیات کسی سے ناراض ہوجاتی تھین تو انکو اس چند روزہ ناگواری پر نہایت افسوس ہوتا تھا ایک معاملہ مین حضرت عائشہ رض حضرت عبد اللہ بن زبیر رض سے ناراض ہوگئین، اور بات چیت نہ کرنے کی قسم کھالی لیکن عفو تقصیر کے بعد جب اُن کو یہ قسم یاد آتی تھی تو اسقدر روتی تھین کہ دوپٹہ تر ہوجاتا تھا[1]

صلہ رحم | حضرت زینب رض اپنے اعزہ واقارب کے ساتھ نہایت سلوک کرتی تھین، حضرت عائشہ رض فرماتی ہین

ولم ارامرأۃ قط خیرا فی الدین من زینب | مین نے زینب سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیزگار، زیادہ سچی

واتقی اللہ واصدق حدیثا واوصل للرحم[2] | اور زیادہ صلہ رحمی کرنے والی عورت نہین دیکھی

حضرت اسماء رض نے ایک جائداد وراثتہً پائی تھی، اور انکو ایک لاکھ کی رقم حضرت امیر معاویہ رض نے دی تھی لیکن انھون نے اس مال وجائداد کو حضرت قاسم بن محمد اور حضرت ابن ابی عتیق پر جو انکے قرابتدار تھے ہبہ کردیا[3]

صحابیات کی صلہ رحمی صرف مسلمان اعزہ کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ وہ کافر قرابتدار ونکی قرابت کا بھی لحاظ رکھتی تھین حضرت اسماء رض ہجرت کرکے مدینہ آئین تو انکی والدہ جو کافرہ تھین اُنکے پاس آئین اور مالی مدد مانگی، حضرت اسماء رض نے رسول اللہ صلعم سے دریافت فرمایا کہ کیا وہ اُنکے ساتھ

[1] بخاری کتاب الادب باب الہجرۃ [2] مسلم کتاب الفضائل فضل عائشہ [3] بخاری کتاب الھبۃ باب ھبۃ الواحد للجماعۃ -

صلہ رحمی کرسکتی ہین ؟ آپ نے فرمایا ہان[1]، چنانچہ اونھون نے انکو مدد دی حضرت حفصہؓ نے اپنے ایک یہودی قرابت دار کے لیے ایک جائداد کی وصیت کی تھی[2]

ہدیہ دینا | حدیث شریف مین آیا ہے کہ ہدیہ ازدیاد محبت کا ذریعہ ہے، اسلیے صحابیات ایک دوسرے کے پاس عموماً ھدیہ بھیجا کرتی تھین،

حضرت نسیبہ انصاریہؓ اسقدر مفلس تھین کہ اُن پر صدقہ کا مال حلال تھا، تاہم اس حالت مین بھی وہ ازواج مطہرات کی محبت مین ھدیہ بھیجتی تھین، ایک بار اُنکے پاس صدقہ کی بکری آئی، تو انھون نے اُسکا گوشت حضرت عائشہؓ کے پاس ھدیۃً بھیجا[3] حضرت بریرہؓ کے پاس بھی جو کچھ صدقہ مین آتا تھا وہ ازواج مطہرات کو ہدیۃً دیدیا کرتی تھین[4]

خادمون کے ساتھ سلوک | صحابیات خادمون کے ساتھ جیسا سلوک روا رکھتی تھین اسکا اندازہ صرف اس واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ ایک بار رات کو عبدالملک اُٹھا اور اپنے خادم کو آواز دی، اُس نے آنے مین دیر لگائی تو اُس نے اُس پر لعنت بھیجی، حضرت ام الدرداؓ اُسکے محل مین تھین صبح ہوئی تو کہا کہ "تم نے رات اپنے خادم پر لعنت بھیجی، حالانکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ لعنت بھیجنے والے قیامت کے دن شفعا یا شہدا نہ ہون گے[5]

باہمی اعانت | صحابیات مصیبت مین، آفت مین، کشمکش مین دوسرون کی اعانت فرماتی تھین، اور ہمسایہ صحابیات اپنی پڑوسنون کو ہر قسم کی مدد دیتی تھین حضرت اسماءؓ کو روٹی پکانا نہین آتی تھی،

[1] مسلم کتاب الزکوۃ باب فضل النفقۃ والصدقۃ علی الاقربین [2] مسند دارمی کتاب الوصایا باب الوصیۃ لاہل الذمۃ [3] بخاری کتاب الزکوۃ باب قدر کم یعطی من الزکوۃ والصدقۃ ومن اعطی شاۃ [4] مسلم کتاب الزکوۃ باب اباحۃ الہدیۃ للنبی صلعم ولبنی ہاشم وبنی عبد المطلب وان کان المہدی ملکہا بطریق الصدقۃ [5] مسلم کتاب البر والصلۃ والاداب باب النہی عن لعن الدواب وغیرہا

لیکن اُنکی پڑوسنین انکی رُوٹی پکادیا کرتی تھین[۱]

اگر عورتون کو اپنے شوہرون سے شکایت پیدا ہوتی تو وہ حضرت عائشہؓ کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنا درد دکھ کہتی تھین، وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین نہایت پرزور طریقہ سے اونکی سفارش کرتی تھین، ایک بار اُنکی خدمت مین ایک عورت سبز دوپٹا اوڑھکر آئی اور جسم کھول کر دکھایا کہ شوہر نے اسقدر مارا ہے کہ بدن پر نیل پڑ پڑ گئے ہین رسول اللہ صلعم تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ "مسلمان عورتین جو مصیبت برداشت کررہی ہین ہم نے ایسی مصیبت نہین دیکھی، دیکھیے اسکا چمڑا اسکے دوپٹے سے زیادہ سبز ہوگیا ہے بخاری کی اس روایت کے اخیر مین عموماً عورتون کی نسبت یہ الفاظ ہین،

والنساء ینصر بعضھن بعضاً — عورتونکی یہ فطرت ہے کہ ایک دوسری کی اعانت کرتی ہین[۲]

ایک شخص کی بی بی بیمار تھین وہ حضرت ام الدرداءؓ کے پاس آئے، اُنھون نے حال پوچھا تو اُنھون نے کہا "بی بی بیمار ہے" اب انھون نے انکو بٹھا کر کھانا کھلایا اور جب تک اُنکی بی بی بیمار رہین حال پوچھتی اور کھانا کھلاتی رہین[۳]

عیادت صحابیات ہر ممکن طریقہ سے مریضون کی عیادت کرتی تھین، ایک بار اہل صفہ مین سے ایک صحابی بیمار تھے، حضرت ام الدرداءؓ اونٹ پرسوار ہوکر آئین اور انکی عیادت کی[۴]

تیمارداری صحابیات نہایت دلسوزی سے مریضون کی تیمارداری کرتی تھین، حضرت عثمان بن مظعونؓ بیمار ہوئے تو حضرت ام العلاءؓ اور انکے تمام خاندان نے انکی تیمارداری کی، اُنکا انتقال

---

[۱] مسلم کتاب الاداب باب ارداف المراۃ الاجنبیۃ اذا اعیت فی الطریق [۲] بخاری کتاب اللباس باب ثیاب الخضر [۳] ادب المفرد باب عیادۃ الصبیان [۴] ادب المفرد باب عیادۃ النساء الرجل المریض،

ہو گیا تو کفن پہنانے کے بعد حضرت ام الحسلاؓ نے محبت کے لہجے مین کہا تم پر خدا کی رحمت ہو مین شہادت دیتی ہون کہ خدا نے تمھاری عزت کی[1]

حضرت زینبؓ مرض الموت مین بیمار ہوئین، تو حضرت عمرؓ نے ازواج مطہرات سے پوچھا یا کہ کون ان کی تیمارداری کریگا؟ تمام بی بیون نے کہا "ہم" انکا انتقال ہوا تو پھر دریافت کیا کہ کون ان کو غسل وکفن دیگا؟ تمام بی بیون نے کہا "ہم"[2]

عزاداری | صحابیات عزاداری کو اپنا فرض خیال کرتی تھین، ایک بار رسول اللہ صلعم ایک صحابی کو دفن کرکے آرہے تھے، راہ مین دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ جارہی ہین، پوچھا گھر سے کیون نکلین؟ بولین، اس گھر مین عزاداری کے لیے گئی تھی[3]

عرب جاہلیت مین عزاداری کا طریقہ یہ تھا کہ عورتین برادری مین جاکر باہم مُردون پر نوحہ کرتی تھین لیکن اسلام نے جاہلیت کی اس رسم کو مٹا دیا چنانچہ جب عورتین اسلام لاتی تھین تو اُن سے اس رسم کے چھوڑنے کا معاہدہ لیا جاتا تھا، ایک بار رسول اللہ صلعم نے حضرت ام عطیہؓ سے یہ معاہدہ لینا چاہا تو بولین "فلان خاندان نے زمانۂ جاہلیت مین ہمارے مُردے پر نوحہ کیا ہے مجھے اس کا معاوضہ کرنا ضروری ہے" چنانچہ آپ نے انکو اسکی اجازت دیدی[4]

محبت اولاد | صحابیات بچون سے نہایت محبت رکھتی تھین، ایک بار ایک صحابی نے بی بی کو طلاق دی، اور بچے کو اُس سے لے لینا چاہا وہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئین، اور کہا کہ "میرا پیٹ اُسکا ظرف، میری چھاتی اوس کا مشکیزہ، اور میری گود اُسکا گہوارہ تھا، اور

[1] بخاری کتاب الشہادات باب القرعۃ فی المشکلات [2] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت زینبؓ [3] ابوداؤد کتاب الجنائز باب فی التعزیۃ [4] مسلم کتاب الجنائز باب التشدید فی النیاحۃ

اب اسکے باپ نے مجھے طلاق دیدی، اور اسکو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے" آپ نے فرمایا جب تک تم دوسرا نکاح نہ کرلو تم بچے کی سب سے زیادہ مستحق ہو[1] اگرچہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات مین پایا جاتا تھا لیکن اس باب مین قریش کی عورتین خاص طور پر ممتاز تھین، چنانچہ خود رسول اللہ صلعم نے انکی اس خصوصیت کی مدح فرمائی

نعم النساء نساء قریش۔ احناھن علی الولد وارعاھن علی الزوج[2] — قریش کی عورتین کسقدر اچھی ہین بچون سے محبت رکھتی ہین اور شوہرون کے مال واسباب کی نگرانی کرتی ہین

بھائی بہن سے محبت صحابیات اپنے بھائیون اور بہنون سے نہایت محبت رکھتی تھین، حضرت عبداللہ بن ابی بکر کا مقام حبش مین انتقال ہوا اور لاش مکہ مین دفن ہوئی، تو حضرت عائشہ رض فرط محبت سے اُن کی قبر تک آئین، اور ایک مشہور مرثیہ کے یہ اشعار پڑھے،

وکنا کندمانی جذیمۃ حقبۃ — من الدھر حتی قیل لن یتصدعا

اور ہم دونون ایک مدت تک جذیمہ کے دونون ہمنشینون کی طرح ساتھ رہے، یہانتک کہ لوگون نے کہا کہ ان مین کبھی جدائی نہ ہوگی

فلما تفرقنا کأنی ومالکا — بطول اجتماع لم نبت لیلۃ معا[3]

لیکن جب جدائی ہوئی تو ایسی کہ گویا ہم نے اور مالک نے باوجود طویل ملاقات کے ایک رات بھی ساتھ بسر نہین کی تھی

حضرت حمزہ غزوہ احد مین شہید ہوئے تو انکی بہن حضرت صفیہ رض آئین، کہ مقتل مین انکا پتہ لگائین لیکن لوگون نے انکی پریشانی کے خیال سے نہین بتایا، بالآخر رسول اللہ صلعم کے پاس

---

[1] ابوداؤد کتاب الطلاق باب من احق بالولد [2] بخاری کتاب النکاح [3] ترمذی کتاب الجنائز باب ماجاء فی الزیارۃ للقبور للنساء

آئین، تو آپ کو خوف پیدا ہوا کہ اس واقعہ سے کہین انکی عقل نہ جاتی رہے، اسلئے اُنکے سینے پر ہاتھ رکھا، تو اُنھون نے انا اللہ پڑھا اور رونے لگین[1]

حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو تمام عورتین رونے لگین، حضرت فاطمہؓ انکی قبر کے پاس روتی تھین، تو رسول اللہ صلعم ہاتھون سے اُنکے آنسو پوچھتے تھے[2]

حمایت والدین صحابیات والدین کی حمایت سے سخت سے سخت موقعونپر بھی اغماض نہین کرتی تھین، ایک بار کفار نے حالت نماز مین رسول اللہ صلعم کی گردن مین اُونٹ کی اوجھ ڈالدی حضرت فاطمہؓ دوڑ کے آئین، اُسکو آپ کی گردن سے نکال کے پھینکدیا اور کفار کو بُرا بھلا کہا[3]

پرورش یتامی یتیمون کی پرورش بڑی نیکی کا کام ہے، حدیث شریف مین آیا ہے

انا وکافل الیتیم کھاتین فی الجنة، — ہم اور یتیمون کی پرورش کرنے والے جنت مین اس قدر قریب ہونگے جسقدر یہ دونون انگلیان قریب ہین،

اسلئے صحابیات یتیمون کی پرورش اپنا فرض سمجھتی تھین، حضرت زینبؓ متعدد یتیمونکی پرورش کرتی تھین، ایک بار رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئین اور پوچھا کہ "مین اپنے شوہر اور ان یتیمون پر صدقہ کرون تو جائز ہے" ایک دوسری صحابیہ بھی اسی غرض سے در دولت پر کھڑی تھین، حضرت بلالؓ نے اطلاع کی تو آپ نے فرمایا "کہ اسکا دوہرا ثواب ملے گا ایک قرابت کا اور دوسرا صدقہ کا"[4]

حضرت عائشہؓ کے بھائی محمد بن ابو بکر کے بچے یتیم ہوگئے تو حضرت عائشہؓ اُن کی پرورش

[1] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت حمزہؓ [2] مسند ابو داؤد طیالسی صفحہ ۳۵۱ [3] بخاری کتاب الصلوۃ باب المرأة تطرح عن المصلی شیئا من الاذی [4] بخاری کتاب الزکوۃ باب الزکوۃ علی الزوج والایتام فی الحجر

فرماتی تھیں[1]

یتیمون کے مال کی نگہداشت — خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید مین یتیمون کے مال کی حفاظت و نگہداشت کے متعلق ایک نہایت مفصل آیت نازل فرمائی ہے، وابتلوا الیتٰمیٰ حتیٰ اذا بلغوا النکاح الخ

اس بنا پر صحابیات نہ صرف اُنکے مال کی حفاظت کرتی تھین، بلکہ اُسکو ترقی دیتی تھین، حضرت عائشہؓ یتیمون کے مال لوگون کو دے دیتی تھین کہ تجارت کے ذریعہ سے اوسکو ترقی دین[2]

بچون کی پرورش — صحابیات بچون کی پرورش مین اپنے عیش وآرام کو بھی فراموش کردیتی تھین حضرت ام سلیمؓ بیوہ ہوئین تو حضرت انس بن مالکؓ بچے تھے اسلیئے اُنھون نے یہ عزم بالجزم کرلیا کہ جب تک انکی نشو ونما کامل طور پر نہ ہوجائیگی وہ دوسرا نکاح نہ کرینگی چنانچہ حضرت انسؓ خود سپاسگزارانہ لہجے مین اعتراف کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ میری مان کو جزائے خیر دے کہ اُس نے میری ولایت کا حق ادا کیا[3]

رسول اللہ صلعم صحابیات کو دنیا کی تمام چیزون سے زیادہ محبوب تھے لیکن بااین ہمہ جب آپ نے حضرت ام ہانیؓ سے نکاح کا پیغام دیا تو اُنھون نے معذرت کی کہ "یارسول اللہ آپ مجھے میری آنکھون سے بھی زیادہ عزیز ہین لیکن شوہر کا حق بہت زیادہ ہے اسلیئے مجھے خوف ہے کہ اگر مین شوہر کا حق ادا کرون گی تو بچون کی طرف سے بے پروائی کرنا پڑیگی اور اگر بچون کی پرورش مین مصروف رہون گی تو شوہر (یعنی آپ کا اگر نکاح کرلونگی) کا حق ادا نہ کرسکون گی[4]

[1] موطائے امام مالک کتاب الزکوۃ باب الزکوۃ فیہ من الحلی والتبر والعنبر [2] موطائے امام مالک کتاب الزکوۃ اموال یتامیٰ والتجارۃ فیہا [3] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام سلیمؓ [4] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت ام ہانیؓ

شوہر کے مال و اسباب کی حفاظت | زن و شو کے معاشرتی تعلقات پر اسکا نہایت عمدہ اثر پڑتا ہے کہ بیوی نہایت دیانت کے ساتھ شوہر کے مال و اسباب اور گھربار کی حفاظت کرے اور صحابیات مین عموماً یہ دیانت پائی جاتی تھی حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تھی وہ گھر مین تھین کہ ایک غریب سوداگر آیا اور کہا "کہ اپنے سایۂ دیوار کے نیچے مجھکو سودا بیچنے کی اجازت دیجیے"، وہ عجیب کشمکش مین مبتلا ہوئین فیاضی اور کشادہ دلی سے اجازت دینا چاہتی تھین لیکن شوہر کی اجازت کے بغیر اجازت نہین دے سکتی تھین" بولین اگر مین اجازت دیدون اور زبیرؓ انکار کردین تو مشکل پڑیگی زبیرؓ کی موجودگی مین آؤ اور مجھ سے سوال کرو" وہ اسی حالت مین آیا اور کہا "یا ام عبداللہ مین محتاج آدمی ہون آپ کی دیوار کے سایہ مین کچھ سودا بیچنا چاہتا ہون" بولین "تمکو مدینہ مین میرا ہی گھر ملتا تھا، حضرت زبیرؓ نے کہا تمھارا کیا بگڑتا ہے جو ایک محتاج کو بیع و شرا سے روکتی ہو؟ وہ تو چاہتی ہی تھین اجازت دیدی[1] وہ نہایت فیاض تھین اسلیے صدقہ و خیرات کرنا بہت پسند کرتی تھین لیکن شوہر کے مال کے سوا ان کے پاس اور کچھ نہ تھا اور شوہر کے مال مین بلا اجازت تصرف نہین کرسکتی تھین مجبوراً رسول اللہ صلعم سے دریافت فرمایا کہ مین زبیر کی آمدنی مین سے کچھ صدقہ کرون تو کیا کوئی گناہ کی بات ہے؟ ارشاد ہوا کہ جو کچھ ہوسکے دو[2] ایک دفعہ رسول اللہ صلعم نے عورتون سے بیعت لی تو انمین ایک خاتون اٹھین اور کہا کہ "ہم اپنے باپ، بیٹے، اور شوہر کے محتاج ہین انکے مال مین سے ہمارے لیے کسقدر لینا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا "اسقدر کہ کھا پی لو اور ہدیہ دو[3]"،

---

[1] مسلم کتاب الاداب باب جواز ارداف المراۃ الاجنبیۃ اذا اعیت فی الطریق [2] مسلم کتاب الزکوۃ باب الحث علی الصدقہ و دوبا لتعلیل [3] ابوداؤد کتاب الزکوۃ باب المراۃ تصدق من بیت زوجہا

اگرچہ یہ وصف عموماً تمام صحابیات مین پایا جاتا تھا لیکن اس باب مین قریش کی عورتین خاص طور پر ممتاز تھین چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے اُنکی اس خصوصیت کو ان الفاظ مین نمایان کیا

نعم النساء نساء قریش احناهن علی الولد	قریش کی عورتین کسقدر اچھی ہین بچون سے محبت رکھتی
وارعاهن علی الزوج	ہین اور شوہر کے مال واسباب کی نگرانی کرتی ہین

شوہر کی رضاجوئی صحابیات اپنے شوہرون کی رضامندی اور خوشنودی کا نہایت خیال رکھتی تھین، حضرت حولاؓ عطر فروش تھین، ایک بار حضرت عائشہؓ کی خدمت مین آئین اور کہا کہ مین ہر رات کو خوشبو لگاتی ہون بناؤ سنگار کرکے دلہن بن جاتی ہون "اور خالصۃً لوجہ اللہ اپنے شوہر کے پاس جاکر سو رہتی ہون لیکن اس پر بھی وہ متوجہ نہین ہوتے اور منھ پھیر لیتے ہین پھر انکو متوجہ کرتی ہون اور وہ اعراض کرتے ہین" رسول اللہ صلعم آئے تو آپ سے بھی اسکا ذکر کیا آپ نے فرمایا "جاؤ اور اپنے شوہر کی اطاعت کرتی رہو"[1]

ایک روز آپ نے حضرت عائشہؓ کے ہاتھ مین چاندی کے چھلے دیکھے تو فرمایا عائشہؓ یہ کیا ہے؟ بولین مین نے اسکو اسلیے بنایا ہے کہ آپ کے لیے بناؤ سنگار کرون[2]

ایک صحابیہ آپکی خدمت مین حاضر ہوئین اُنکے ہاتھ مین سونے کے کنگن تھے آپ نے انکے پہننے سے منع فرمایا بولین "اگر عورت شوہر کے لیے بناؤ سنگار نہ کرے گی تو اس کی نگاہ سے گر جائے گی"[3]

---

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت حولاؓ۔ [2] ابوداؤد کتاب الزکوۃ باب الکنز ما ہو وزکوۃ الحلی [3] نسائی کتاب الزینۃ

شوہر کی محبت | صحابیات اپنے شوہروں سے نہایت محبت رکھتی تھیں، حضرت زینبؓ کی شادی ابی العاص سے ہوئی تھی وہ حالت کفر میں تھے کہ بدر کا معرکہ پیش آگیا اور وہ گرفتار ہو گئے، رسول اللہ صلعم نے اسیران جنگ کو فدیہ لیکر رہا کرنا چاہا تو حضرت زینبؓ نے اپنا ایک یادگار ہار جسکو حضرت خدیجہؓ نے انکو رخصتی کے وقت دیا تھا ابو العاص کے فدیہ میں بھیجدیا[1]

حضرت حمنہ بنت جحشؓ کو اپنے شوہر کی شہادت کا حال معلوم ہوا تو فرط محبت سے چیخ اٹھیں[2]

حضرت عمرؓ کو اہل وعیال کے ساتھ بہت زیادہ شغف نہ تھا تاہم انکی بی بی حضرت عاتکہؓ روزے کے دنوں میں بھی فرط محبت سے انکے سر کا بوسہ لیتی تھیں[3]

حضرت عاتکہؓ کو اپنے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ سے نہایت محبت تھی چنانچہ جب وہ طائف میں شہید ہوئے تو حضرت عاتکہؓ نے ایک پر درد مرثیہ لکھا جسکا ایک شعر یہ ہے

فاليت لا تنفك عيني حزينة ؛ عليك ولا ينفك جلدي اغبرا

میں نے قسم کھائی ہے کہ تیرے غم میں میری آنکھ ؛ ہمیشہ پرنم اور جسم ہمیشہ غبار آلودہ رہے گا۔

اسکے بعد حضرت عمرؓ نے ان سے شادی کی، دعوت ولیمہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شریک تھے انھوں نے عاتکہ کو یہ شعر یاد دلایا تو رو پڑیں، حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی تو انکا بھی نہایت پر درد مرثیہ لکھا اسکے بعد ان سے حضرت زبیرؓ نے شادی کی اور وہ بھی شہید ہوئے، تو عاتکہ نے انکا بھی مرثیہ لکھا[4]

---

[1] ابوداؤد کتاب الجہاد باب فداء الاسیر بالمال [2] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی البکاء علی المیت
[3] موطا کتاب الصیام باب ماجاء فی الرخصۃ فی القبلۃ للصیام [4] اسد الغابہ تذکرہ عاتکہ بنت زید

شوہر کی خدمت | صحابیات شوہر کی خدمت نہایت دلسوزی کے ساتھ کرتی تھین، رسول اللہ صلعم کمال طہارت کیوجہ سے مسواک کو بار بار دہلوالیا کرتے تھے اور اس پاک خدمت کو حضرت عائشہ رض ادا فرماتی تھین[1] ایک بار آپ کمل اوڑھ کر مسجد مین آے، ایک صحابی نے کہا "یا رسول اللہ اسپر دھبہ نظر آتا ہے"، آپ نے اُسکو غلام کے ہاتھ حضرت عائشہ رض کے پاس بھیجدیا حضرت عائشہ رض نے کٹورے مین پانی منگایا، خود اپنے ہاتھ سے دھویا، اور خشک کیا، اسکے بعد آپ کے پاس بھیجدیا[2] جب رسول اللہ صلعم احرام باندھتے یا احرام کھولتے تھے تو حضرت عائشہ رض جسم مبارک مین خوشبو لگاتی تھین[3]

جب آپ خانۂ کعبہ کو ہدے بھیجتے تھے تو وہ اُنکے گلے کا قلادہ بٹتی تھین[4]

صحابہ کرام جب تمام دنیا کی خدمت واعانت سے محروم ہوجاتے تھے تو اس بیکسی کی حالت مین صرف اُنکی بی بیان اُنکا ساتھ دیتی تھین، رسول اللہ صلعم تخلف غزوہ تبوک کی بنا پر حضرت ہلال بن امیہ رض سے ناراض ہوئے اور اخیر مین تمام مسلمانون کی طرح اُنکی بی بی کو بھی تعلقات کے منقطع کرلینے کا حکم دیا تو وہ حاضر خدمت ہوئین اور کہا کہ "وہ بوڑھے آدمی ہین اُنکے پاس نوکر چاکر نہین، اگر مین اُنکی خدمت کرون تو آپ ناپسند فرمائینگے" ارشاد ہوا "نہین"[5]

عورت کتنے ہی اطاعت گذار اور فرمانبردار ہو لیکن اگر اوس سے تعلقات منقطع کرلیے جائین تو وہ شوہر کی طرف مائل نہین ہوسکتی لیکن صحابیات نے اس فطرتی اصول کو بھی توڑ دیا تھا ایک صحابی نے اپنی بی بی سے ظہار کیا یعنی ایک مدت معینہ کے لیے اُنکو اپنے اوپر حرام کرلیا، تاہم اس حالت مین بھی وہ انکی خدمت گزاری مین معروف رہتی تھین

---

[1] ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب غسل السواک [2] ابوداود باب الاعادہ من النجاسۃ یکون فی الثوب [3] ابوداؤد کتاب المناسک باب الطیب عند الاحرام [4] ابوداؤد کتاب المناسک باب من بعث بہدیہ [5] بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک

طرز معاشرت

غربت وافلاس | ابتدائے اسلام مین صحابیات نہایت فقر وفاقہ اور غربت وافلاس کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھین جسکا اثر انکے لباس، مکان، اثاث البیت، اور سامان آرائش غرض ہر چیز سے ظاہر ہوتا تھا

لباس | صحابیات کو کپڑون کی نہایت تکلیف تھی، حضرت فاطمہؓ جگر گوشۂ رسول کی چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ ایک بار انھون نے رسول اللہ صلعم کے سامنے ادب وحیا سے جسم کے ہر حصے کو چھپانا چاہا لیکن ناکامیابی ہوئی، سر ڈھکتی تھین تو پانون کھل جاتے تھے، پانون ڈھکتی تھین تو سر کھل جاتا تھا[1]

بعض صحابیات کو تو چادر بھی میسر نہ تھی، رسول اللہ صلعم نے صحابیات کو عیدگاہ مین جانے کی اجازت دی تو ایک صحابیہ نے کہا کہ اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے، ارشاد ہوا کہ اسکو دوسری عورت اپنی چادر اوڑھائے[2]

شادی بیاہ مین دولھن کے لیے غریب سے غریب آدمی بھی اچھا جوڑا بنواتا ہے، لیکن صحابیات کو معمولی جوڑا بھی میسر نہ تھا، حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میرے پاس گاڑھے کی ایک کرتی تھی، شادی بیاہ مین جب کوئی عورت سنواری جاتی تھی تو وہ مجھ سے اسکو مستعار منگوا لیتی تھی[3]

مکان | غربت وافلاس کی وجہ سے صحابیات کے مکانات نہایت مختصر، پست، اور کم حیثیت ہوتے تھے

---

[1] ابوداؤد کتاب اللباس باب فی العبد نظیر الی شعر مولاتہ [2] سنن ابن ماجہ کتاب الصلوٰۃ باب ما جاء فی خروج النساء فی العیدین [3] بخاری الہبۃ باب الاستعارۃ للعروس عند البناء

تھے. گھرون مین جائے ضرورت تک نہ تھی[۱] اسلیئے راتون کو صحرا مین جانا پڑتا تھا دروازون پر پردے نہ تھے[۲]، راتون کو جلانے کے لیے چراغ تک میسر نہ تھا[۳]

اثاث البیت صحابیات کے گھرون مین نہایت مختصر سامان ہوتے تھے، یہان تک کہ میان بی بی دونون کے لیے صرف ایک بچھونا ہوتا تھا[۴] اور وہ بھی کھجور کے پتون سے بنایا جاتا تھا

زیورات صحابیات نہایت معمولی اور سادہ زیور استعمال کرتی تھین، احادیث کی کتابون کے تتبع واستقرا سے صرف بازوبند، کڑے، بالی، ہار، انگوٹھی، اور چھلے کا پتہ چلتا ہے، لونگ کا ہار بھی پہنتی تھین، جنکو عربی مین سخاب کہتے ہین، حضرت عائشہؓ کا جو ہار ایک سفر مین گم گیا تھا وہ مہرہ یمانی کا تھا[۵]

سامان آرائش صحابیات سرمہ اور مہندی کا استعمال بھی کرتی تھین، زچہ خانہ سے نکلتی تھین تو منھ پر ورس (ایک قسم کی سُرخ گھاس کا نام ہے) کا غازہ ملتی تھین، کہ چہرے کے داغ دھبے مٹ جائین[۶] خوشبو مین زعفران، عطر اور رسک کا استعمال کرتی تھین، رسک ایک قسم کی خوشبو ہے جو ماتھے پر لگائی جاتی ہے

اپنا کام خود کرنا صحابیات خانہ داری کے کامون کو خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتی تھین، اور اس مین محنت سے سخت تکلیفین برداشت کرتی تھین، حضرت فاطمہؓ رسول اللہ کی محبوب ترین صاحبزادی تھین، لیکن چکی پیستے پیستے ہاتھون مین چھالے پڑ گئے تھے، مشکیزہ لٹ

---

[۱] بخاری قصۃ الافک [۲] ابوداؤد کتاب الادب باب الاستیذان فی العورات الثلاث [۳] صحیح بخاری [۴] ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی الرجل یصیب منہا مادون الجماع [۵] ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی التیمم [۶] ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب ماجاء فی وقت النفساء

مین پانی لاتے لاتے سینہ داغدار ہوگیا تھا، جھاڑو دیتے دیتے کپڑے چیکٹ ہوگئے تھے[1]

ازواج مطہرات باری باری گھر کا کام دھندھا خود کرتی تھین، ایک دن حضرت عائشہؓ کی باری تھی، جو پیسے اُسکی روٹی پکائی، اور رسول اللہ صلعم کا انتظار شروع کیا، آپ کے آنے مین دیر ہوگئی تو سوگیئن، آپ آئے تو جگایا[2] حضرت اسماءؓ حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی تھین، اور انکی شادی حضرت زبیرؓ سے ہوئی تھی، وہ اسقدر مفلس تھے کہ ایک گھوڑے کے سوا گھر مین کچھ نہ تھا، حضرت اسماءؓ خود باغون مین جاجاکر گھوڑے کے لیے گھاس لاتی تھین، حضرت ابوبکرؓ نے سائیس کے لیے ایک غلام بھیجا تو انھون نے اس خدمت سے نجات پائی، رسول اللہ صلعم نے حضرت زبیرؓ کو ایک قطعہ زمین بطور جاگیر کے دیا تھا جو مدینہ سے تین فرسخ دور تھا، حضرت اسماءؓ روز وہان جاتین اور وہان سے کھجور کی گٹھلیان اپنے سر پر لاتین، اور انکو کوٹ کر اُنکی پانی کھینچنے والی اُونٹنی کو کھلاتین،

گھر کے معمولی کاروبار انکے علاوہ تھے، خود پانی لاتین، مشک پھٹ جاتی تو اُسکو سیتین، آٹا گوندھتین، روٹی پکاتین[3] گھر کے کام دھندے کے علاوہ صحابیات بعض صنعتی کام بھی کرتی تھین، حضرت سودہؓ طائف کی ادھوڑی بناتی تھین جسکی وجہ سے اُنکی مالی حالت تمام ازواج مطہرات سے بہتر رہتی تھی[4] بعض صحابیہ کپڑے بنتی تھین[5]

پردہ عہد نبوت مین اگرچہ اس زمانہ کا ساسخت پردہ رائج نہ تھا تاہم عورتین بالکل بے پردہ اور آزاد بھی نہ تھین

---

[1] ابوداؤد کتاب الخراج والامارۃ باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسہم ذی القربی [2] ادب المفرد باب لا یوذی جارہ [3] مسلم کتاب الآداب باب جواز ارداف المرأۃ الاجنبیۃ اذا عیت فی الطریق وبخاری کتاب النکاح [4] اسد الغابہ تذکرہ نلیسہ، [5] بخاری کتاب البیوع باب النساج

محفہ مین سفر کرتی تھین[1] نقاب پوش رہتی تھین[2] اور غیر محرم سے پردہ کرتی تھین حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ حجۃ الوداع کے زمانے مین جب لوگ ہمارے سامنے سے گذرتے تھے تو ہم چہرے پر چادر ڈال لیتے تھے لوگ گذر جاتے تھے تو پھر منھ کھول دیتے تھے[3]

ایک بار حضرت افلح بن ابی القعیس رض حضرت عائشہ رض کی ملاقات کو آئے وہ پردہ مین چھپ گئین بولے "تم مجھ سے پردہ کرتی ہو مین تو تمہارا چچا ہون" بولین کیونکر؟ بولے "میرے بھائی کی بی بی نے تمکو دودھ پلایا ہے" بولین "مرد نے تو دودھ نہین پلایا"[4]

ایک صحابیہ کا بیٹا شہید ہوا وہ نقاب پہن کر آپکی خدمت مین حاضر ہوئین صحابہ کرام نے انکو دیکھکر کہا بیٹے کی شہادت کا حال پوچھنے آئی ہو اور نقاب پوش ہو کر؟ بولین مین نے اپنے بیٹے کو کھو دیا ہے شرم و حیا کو تو نہین کھویا[5]

ہمارے زمانے مین پردہ ایک رسمی چیز ہے مثلاً ایک عورت کسی محرم سے رسمًا پردہ کرتی ہے تو اس سے لازمی طور پر ہمیشہ پردہ کرے گی لیکن دو چار بار کسی نا محرم کے سامنے آنے کا اتفاق ہو گیا تو پھر اسکیلیے پردہ کے تمام قیود ٹوٹ جائین گے لیکن صحابیات رسمی پردے کی پابند نہ تھین انکا پردہ بالکل شرعی تھا اگر شریعت اجازت دیتی تھی تو وہ ایک شخص کے سامنے آتی تھین اور جب شرعی موانع پیدا ہو جاتے تھے تو اس سے پردہ کرنے لگتی تھین حضرت عائشہ رض کا مذہب ہے کہ غلامون سے پردہ ضروری نہین اسلیے وہ حضرت ابو عبد اللہ سالم رض کے سامنے جو نہایت متدین غلام تھے آتی تھین اور ان سے بے تکلف باتین کرتی تھین ایک دن وہ آئے اور کہا کہ "خدا نے آج مجھے آزاد کر دیا" اب وہ غلام باقی نہین رہے اسلیے حضرت عائشہ رض نے پردہ گروا دیا اور عمر بھر انکے سامنے نہ ہوئین[6]

[1] ابو داؤد کتاب المناسک باب فی الھدی
[2] ایضًا ابو داؤد کتاب المناسک باب فی المحرمۃ تغطی وجھہا
[3] ابو داؤد کتاب المناسک باب فی المحرم تغطی وجھہا
[4] ابو داؤد کتاب النکاح باب فی لبن الفحل
[5] ابو داؤد کتاب الجہاد باب فضل قتال الروم علی غیرہم من الامم
[6] نسائی کتاب الطہارۃ باب مسح المرأۃ راسہا

معاملات

ادائے قرض کا خیال | حضرت عائشہؓ اکثر قرض لیا کرتی تھیں، اُن سے پوچھا گیا کہ آپ قرض کیوں لیتی ہیں؟ بولیں کہ "رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جو بندہ قرض کے ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے خدا اپنی جانب سے اسکے لئے مددگار مقرر کر دیتا ہے تو میں اُسی مددگار کی جستجو کرتی ہوں[1]"

قرض کا ایک حصہ معاف کر دینا | حضرت ام سلمہؓ نے ایک غلام کو مکاتب بنایا، اُس نے جب بدل کتابت ادا کرنا چاہا تو کہا کہ اس میں کچھ کمی کر دیجئے، انھوں نے کم کر دیا[2]

تقسیم وراثت میں دیانت | حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ کو کھجور کے چند درخت ہبہ کئے تھے، لیکن ابتک اُنکا قبضہ نہیں ہوا تھا، اسلئے ہبہ نا مکمل تھا، حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہونے لگا تو کہا کہ "میں نے تم پر جو درخت ہبہ کئے تھے اگر تمھارا ان پر قبضہ ہو جاتا تو وہ تمھاری ملک ہو جاتے لیکن آج وہ میرے ترکے میں شامل ہیں، جسکے وارث تمھارے بھائی اور بہنیں ہیں، اسلئے کتاب اللہ کے موافق باہم تقسیم کر لو، حضرت عائشہؓ بولیں کہ اگر اس سے بھی زیادہ مال ہوتا تو میں چھوڑ دیتی[3]

---

[1] مسند ابن حنبل جلد ۶ صفحہ ۹۹ و [2] طبقات ابن سعد تذکرہ نعاج بن سرجس [3] موطائے امام مالک کتاب الاقضیہ باب ما لا یجوز من النحل

خدمات

سیاسی خدمات مین صحابیات کی کوئی قابل الذکر خدمت نہین ہے، صرف اصابہ تذکرہ شفار بنت عدویہ مین اسقدر لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ انکی راے کو مقدم سمجھتے تھے، انکی عزت کرتے تھے اور بازار کی بعض خدمتین بھی اُن سے متعلق کی تھین لیکن سیاسی خدمات کے علاوہ صحابیات نے اسلام کی ہر ممکن خدمت کی ہے، جنکی تفصیل ذیل کے عنوانات سے معلوم ہوگی

مذہبی خدمات

اشاعت اسلام | مذہبی خدمات مین اشاعت اسلام سب سے اہم ہے اور اس مین ابتداے اسلام ہی سے صحابیات کی مساعی جمیلہ کا کافی حصہ شامل ہے، چنانچہ حضرت ام شریکؓ ایک صحابیہ تھین جو آغاز اسلام مین مخفی طور پر قریش کی عورتون کو اسلام کی دعوت دیا کرتی تھین قریش کو انکی مخفی کوششون کا حال معلوم ہوا تو انکو مکہ سے نکال دیا[1]

ایک غزوہ مین صحابہ کرام پیاس سے بیتاب ہوکر پانی کی تلاش مین نکلے تو حسن اتفاق سے ایک عورت مل گئی جسکے ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ تھا صحابہ اسکو رسول اللہ صلعم کی خدمت مین لائے، اور آپ کی اجازت سے پانی کو استعمال کیا، اگرچہ آپ نے اُسیوقت اسکو پانی کی قیمت دلوادی تاہم صحابہ کرام پر اُسکے احسان کا یہ اثر تھا کہ جب اوس عورت کے گانون کے آس پاس حملہ کرتے تھے تو خاص اوسکے گھرانے کو چھوڑ دیتے تھے، اوس پر صحابہ کرام کی اس منت پذیری کا یہ اثر ہوا کہ اُس نے اپنے تمام خاندان کو قبول اسلام پر آمادہ کیا اور وہ سب کے سب مسلمان

[1] اسد الغابہ تذکرہ حضرت ام شریک رض

ہو گئے[1]

حضرت ام حکیم بنت الحارث رض کی شادی عکرمہ بن ابی جہل سے ہوئی تھی، وہ خود تو فتح مکہ کے دن اسلام لائین لیکن انکے شوہر بھاگ کر یمن کو چلے آئے، حضرت ام حکیم رض نے یمن کا سفر کیا اور انکو دعوت اسلام دی، وہ مسلمان ہو کر رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپ دیکھکر خوشی سے اوچھل پڑے[2]

حضرت ابوطلحہ رض نے حالت کفر مین حضرت ام سلیم رض سے نکاح کرنا چاہا لیکن انھون نے کہا کہ تم کافر ہو اور مین مسلمان نکاح کیونکر ہو سکتا ہے؟ اگر اسلام قبول کر لو تو وہی میرا مہر ہوگا، اسکے سوا تم سے کچھ نہ مانگون گی، چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور اسلام ہی انکا مہر قرار پایا[3]

نومسلمون کا تکفل | ابتدائے اسلام مین جو لوگ اسلام لاتے تھے اونکو مجبوراً اپنے گھر بار اہل وعیال اور مال وجائداد سے کنارہ کش ہونا پڑتا تھا، اس بنا پر اوسوقت اشاعت اسلام کے ساتھ اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہ تھی کہ ان نومسلمون کی کفالت کی جائے اور صحابیات اس مین نمایان حصہ لیتی تھین، چنانچہ حضرت ام شریک رض کا گھر ان نومسلمون کے لیے گویا مہمان خانہ بنگیا تھا یہانتک کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت فاطمہ بنت قیس رض کو انکے یہان صرف اس بنا پر عدت بسر کرنے کی اجازت نہین دی کہ انکے گھر مین مہمانون کی کثرت سے پردہ کا انتظام نہین ہو سکتا تھا[4] حضرت درہ بنت لہب بھی نہایت فیاض تھین اور مسلمانون کو کھانا کھلایا کرتی تھین[5]

---

[1] بخاری کتاب الغسل باب الصبد الطیب وضور المسلم [2] موطائے امام مالک کتاب النکاح باب نکاح المشرک اذا اسلمت زوجتہ قبلہ [3] اسد الغابہ تذکرہ حضرت زید بن سہل بن اسود رض [4] مسلم کتاب الطلاق باب المطلقۃ ثلاثاً لا نفقۃ لھا وکتاب الفتن واشراط الساعۃ باب فی خروج الدجال [5] اصابہ تذکرہ درہ

خدمت مجاہدین | جس طرح صحابہ کرام بہ شوق غزوات مین شریک ہوتے تھے، اسی طرح صحابیات بھی خدا کی راہ مین اُن سے پیچھے نہین رہنا چاہتی تھین، اُنکے لیے سب سے زیادہ موزون کام زخمیون کی مرہم پٹی اور مجاہدین کے آرام و آسائش کا سامان بہم پہونچانا تھا، اور وہ اس خدمت کو نہایت خلوص اور دلسوزی سے انجام دیتی تھین غزوۂ خیبر مین متعدد صحابیات شریک جہاد ہوئین، رسول اللہ صلعم کو اُنکا حال معلوم ہوا تو ناراضی کے لہجے مین پوچھا کہ تم کس کے ساتھ اور کسکی اجازت سے آئی ہو؟ بولین یا رسول اللہ" ہم اُون کاتتی ہین اور اُس سے خدا کی راہ مین اعانت کرتے ہین" ہمارے ساتھ زخمیون کے دوا علاج کا سامان ہے، لوگون کو تیر اُٹھا اُٹھا کے دیتے ہین اور ستو گھول گھول کر پلاتے ہین[1]

حضرت ام عطیہؓ ایک صحابیہ تھین جو رسول اللہ صلعم کے ساتھ سات لڑائیون مین شریک ہوئین، وہ مجاہدین کے اسباب کی نگرانی کرتی تھین، کھانا پکاتی تھین، مریضون کی مرہم پٹی کرتی تھین[2]

غزوۂ احد مین خود حضرت عائشہؓ شریک تھین اور وہ اور حضرت ام سلیمؓ اپنی پیٹھ پر مشک لاد لاد کے لاتی تھین اور لوگون کو پانی پلاتی تھین[3]

حضرت ربیع بنت مسعودؓ کا بیان ہے کہ ہم سب غزوات مین شریک ہوتے تھے، پانی پلاتے تھے، مجاہدین کی خدمت کرتے تھے اور مدینہ تک زخمیون اور لاشون کو اوٹھا اوٹھا کے دیتے تھے[4]

---

[1] ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی المرأۃ والعبد یحذیان من الغنیمۃ [2] مسلم کتاب الجہاد باب النساء الغازیات یرضخ لہن ولا یسہم والنہی عن قتل صبیان اہل الحرب [3] مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال [4] بخاری کتاب الجہاد باب رد النساء والقتلیٰ

حضرت رفیدہؓ نے مسجد نبوی مین ایک خیمہ کھڑا کر رکھا تھا جو لوگ زخمی ہو کر آتے تھے وہ اسی خیمے مین اُنکا علاج کرتی تھین، چنانچہ حضرت سعد بن معاذؓ غزوہ خندق مین زخمی ہوئے تو اُن کا علاج اسی خیمہ مین کیا گیا[1]

صحابیات کی یہ خدمات خود صحابہ کرام کے زمانہ مین نہایت قابل قدر خیال کی جاتی تھین اور خود خلفا بھی اُن کا لحاظ رکھتے تھے چنانچہ ایک بار حضرت عمرؓ نے مدینہ کی عورتون مین چادر تقسیم فرمائی ایک عمدہ چادر رہگئی توکسی نے کہا کہ "اپنی بی بی ام کلثوم کو دیدیجئے" بولے "ام سلیط اسکی زیادہ مستحق ہین کیونکہ وہ غزوہ احد مین مشک بھر بھر کے پانی لاتی تھین اور ہمکو پلاتی تھین"[2]

خدمات مساجد | صحابیات مساجد کی صفائی مین نہایت اہتمام کرتی تھین، ایک بار کسی نے مسجد نبوی مین تھوک دیا تھا، رسول اللہ صلعم نے دیکھا تو اسقدر برہم ہوئے کہ چہرہ مبارک سرخ ہوگیا، ایک صحابیہ اُٹھین اوسکو مٹا دیا، اور اُس جگہ خوشبو لگائی، آپ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ خوب کام کیا[3]

ایک صحابیہ تھین جو ہمیشہ مسجد نبوی مین جھاڑو دیا کرتی تھین، یہ ایک ایسا نیک کام تھا کہ رسول اللہ صلعم نے اُسکی نہایت قدر فرمائی چنانچہ جب اُنکا انتقال ہوا تو صحابہ کرام نے اُنکو راتون رات دفن کر دیا، اور آپ کو اسکی اطلاع نہ دی، آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ مجھے کیون نہین خبر کی؟ بولے "حضور استراحت فرما رہے تھے ہم نے تکلیف دینا گوارا نہین کیا"[4]

---

[1] اصابہ تذکرہ رفیدہؓ [2] بخاری کتاب الجہاد باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو [3] نسائی کتاب الصلوۃ باب تخلیق المسجد [4] سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلوۃ علی القبر

بدعات کا استیصال بدعت مذہب کے لیے بمنزلہ گھن کے ہے، اسلیے باثر صحابیات ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتی تھین کہ نخل اسلام مین یہ گھن نہ لگنے پائے مثلاً مسلمانون مین غلاف کعبہ کی جو عزت و حرمت قائم ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب نیا غلاف چڑھایا جاتا ہے تو پُرانا غلاف چُرا چھپا کر، خادمون کو کچھ دے دلا کرلے لیتے ہین اُسکو تبرک سمجھکر لے آتے ہین، اور اوسکو مکانون مین رکھتے ہین، دوستون کو بطور سوغات کے تقسیم کرتے ہین، قرآن مین رکھتے ہین، مسجدون مین لٹکاتے ہین، اور مریض کو اُس سے ہوا دیتے ہین لیکن قرن اوّل مین یہ حالت نہ تھی، متولی کعبہ صرف یہ کرتا تھا کہ غلاف کو زمین مین دفن کر دیتا تھا، کہ وہ ناپاک انسانون کے کام کا نہ رہے، شیبہ بن عثمان نے جو اس زمانہ مین کعبہ کے کلید بردار تھے، حضرت عائشہ رضؓ سے اس واقعہ کو بیان کیا تو اُنھون نے سمجھ لیا کہ یہ تعظیم غیر شرعی ہے، خدا اور رسول نے اسکا حکم نہین دیا اور ممکن ہے کہ آیندہ اس سے سوء اعتقاد اور بدعات کا سرچشمہ پھوٹے، اسلئے شیبہ سے کہا کہ ”یہ تو اچھی بات نہین، تم بُرا کرتے ہو جب غلاف کعبہ سے اُتر گیا اور کسی نے اوسکو ناپاکی کی حالت مین استعمال بھی کر لیا تو کوئی مضائقہ نہین، تم کو چاہئے کہ اوسکو بیچ ڈالا کرو اور اُسکی قیمت غریبون اور مسافرون کو دے دیا کرو“[1]

احتساب جو چیز مذہب و اخلاق کو صحیح اصول پر قائم رکھتی ہے شریعت کی اصطلاح مین اُسکا نام احتساب ہے، اور خود رسول اللہ صلعم نے اُسکے تین درجے مقرر فرما دئے ہین،

من رأی منکم منکرا فلیغیر بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع	تم مین سے جو شخص کسی بُرائی کو دیکھے اوسکو اپنے ہاتھ سے مٹادے اگر اسمین اسکی طاقت نہین ہے تو زبان سے اسکا

---

[1] عین الاصابہ بحوالہ سنن بیہقی۔

فبقلبه و ذلک اضعف الایمان۔ انکار کرے اور اگر یہ بھی نہین کرسکتا تو دل سے اسکو برا

(مسلم) سمجھے، اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے،

اور باثر صحابیات نے پہلے دون طریقون سے اس مذہبی خدمت کو انجام دیا ہے، ایک دفعہ حضرت عائشہؓ ایک گھر مین مہمان اتریں میزبان کی دو لڑکیون کو جو جوان ہو چلی تھیں دیکھا کہ بے چادر اوڑھے نماز پڑھ رہی ہین تاکید کی کہ آیندہ کوئی لڑکی بے چادر اوڑھے ہوئے نماز نہ پڑھے رسول اللہ صلعم نے یہی فرمایا ہے[1]

ایک دفعہ اُنکے بھائی عبدالرحمان بن ابی بکر اُنکے پاس آئے اور معمولی طور پر جھٹ پٹ وضو کر کے چلے، حضرت عائشہؓ نے ٹوکا کہ عبدالرحمن وضو اچھی طرح کیا کرو، رسول اللہ صلعم کو مین نے کہتے ہوئے سنا ہے کہ وضو مین جو عضو نہ بھیگے اُسپر جہنم کی پھٹکار ہو[2]

ایک بار انھون نے ایک عورت کو دیکھا کہ اُسکی چادر مین صلیب کے نقش و نگار بنے ہوئے ہین دیکھنے کے ساتھ ڈانٹا کہ یہ چادر اتار دو رسول اللہ صلعم ایسے کپڑون کو دیکھتے تھے تو پھاڑ ڈالتے تھے[3]

ایک بار اُنکی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمن نہایت باریک دوپٹہ اوڑھ کر سامنے آئین دیکھنے کے ساتھ ہی غصے سے دوپٹہ کو چاک کر دیا پھر فرمایا "تم نہین جانتین کہ سورہ نور مین خدا نے کیا احکام نازل فرمائے ہین"؟ اسکے بعد گاڑھے کا دوسرا دوپٹہ منگوا کر اوڑھایا[4]

اخلاقی خدمات

نردبازی کی روک ٹوک فتوحات عجم کے بعد عرب مین نردبازی، شطرنج بازی اور مرغ بازی وغیرہ

[1] مسند جلد ۶ صفحہ ۹۶ [2] مسند جلد ۶ صفحہ ۸۵ [3] مسند جلد ۶ صفحہ ۲۲۵ [4] موطاے امام مالک کتاب اللباس

کا رواج ہوا تو صحابیات نے اس پر شدت کے ساتھ دار وگیر کی چنانچہ حضرت عائشہؓ کے گھر میں کچھ کرایہ دار رہتے تھے انکی نسبت انکو معلوم ہوا کہ وہ نرد کھیلتے ہین تو سخت برافروختہ ہوئین، اور کہلا بھیجا کہ اگر نرد کے گوٹیون کو میرے گھر سے باہر نہ پھینک دوگے تو مین اپنے گھر سے نکلوا دون گی[۱]

شراب خواری کی روک ٹوک فتح عجم کے بعد اہل عرب شراب کے جدید اقسام و نام سے آشنا ہوئے جن مین ایک باذق تھا (یعنی بادہ) چونکہ عربی مین شراب کو خمر کہتے ہین اور اسکا اطلاق صرف انگوری شراب پر ہوتا ہے اس بناپر لوگون کو شبہ تھا کہ ان شرابون کا کیا حکم ہے؟ لیکن حضرت عائشہؓ نے اپنی مجلس مین بالاعلان کہدیا کہ شراب کے برتنون مین چھوارے تک نہ بھگوئے جائین پھر عورتون کی طرف خطاب کر کے کہا "اگر تمھارے مٹکون کے پانی سے بھی نشہ آئے تو وہ بھی حرام ہے، رسول اللہ صلعم نے ہر نشی چیز کو منع فرمایا ہے"[۲]

مصنوعی بال لگانے کی ممانعت قدیم زمانہ مین یہودیہ عورتون مین جو بداخلاقیان پھیل گئی تھین اُن مین ایک یہ تھی کہ جن عورتون کے بال جھڑ جاتے تھے وہ مصنوعی بال لگا لیتی تھین لیکن رسول اللہ صلعم نے مسلمان عورتون کو اسکی ممانعت فرمادی تھی، آپ کے بعد جب مسلمان عورتون نے بھی یہی روش اختیار کی تو صحابیات نے اس پر شدت سے روک ٹوک کی، چنانچہ ایک دفعہ کسی عورت نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ "میری بیٹی دولہن بنی ہے لیکن بیماری سے اسکے بال جھڑ گئے ہین کیا مصنوعی بال جوڑ دون؟ فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے اس قسم کی عورتون پر لعنت بھیجی ہے"[۳]

[۱] ادب المفرد باب الادب اذا خراج الذین یلعبون بالنرد [۲] سنن نسائی کتاب الخمر [۳] مسند جلد ۶ صفحہ ۱۱۱

علمی خدمات

علم تفسیر | قرآن مجید ایک ایسی مقدس اور ایک ایسی بزرگ ترین کتاب ہے کہ اگر اسکی ایک آیت بھی کسی کی شان مین نازل ہو جائے تو وہ اسکے شرف کے لیے کافی ہے، چنانچہ حضرت زینب رضؓ کے نکاح کے متعلق قرآن مجید کی جو آیت نازل ہوئی تھی اُسپر وہ فخر کیا کرتی تھین،

ایک سفر مین حضرت عائشہ رضؓ کا ایک ہار گم ہوگیا، رسول اللہ صلعم نے اُسکی تلاش مین چند صحابہ کو بھیجا وہ اُسکی تلاش مین نکلے تو راستے مین نماز کا وقت آگیا اور اُن لوگون نے بغیر وضو کے نماز پڑھی، واپس آئے تو آپ سے اسکی شکایت کی، اس پر آیت تیمم نازل ہوئی حضرت اسید بن حضیر رضؓ نے اسکو حضرت عائشہ رضؓ کی بڑی فضیلت سمجھا اور اُنکی طرف مخاطب ہو کر کہا

جزاک اللہ خیرا فو اللہ ما نزل بک — خدا آپکو جزائے خیر دے تمکو کوئی ایسا حادثہ پیش نہین

امر قط الا جعل اللہ لک منہ مخرجا وجعل — آیا جس سے خدا نے تمہارے نکلنے کا راستہ نہین بنایا اور

للمسلمین فیہ برکۃ[1] — مسلمانون کے لیے وہ ایک برکت بنگیا،

حضرت عبادہ بن صامت رضؓ کی بی بی حضرت خولہ رضؓ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی تھی،

قد سمع اللہ قول التی تجادلک، — خدا نے اس عورت کی بات سن لی جو تم سے جھگڑتی تھی،

اس نے اُنکے رتبے کو اسقدر بلند کر دیا تھا کہ ایک بار حضرت عمر رضؓ مسجد سے آرہے تھے، راہ مین ان سے ملاقات ہوگئی اور انھون نے اُنکو سلام کیا، بولین "اے عمر میٔنے تمہارا وہ زمانہ دیکھا ہے جب تمکو لوگ بازار عکاظ مین عمیر کہتے تھے اور اب تو تمہارا لقب امیر المومنین ہے؟

---

[1] بخاری کتاب النکاح باب استعارۃ الثیاب للعروس وغیرہا

پس رعایا کے معاملے میں خدا سے ڈرو اور یقین کرو کہ جو شخص عذاب الٰہی سے ڈریگا اُس پر بعید قریب ہو جائے گا اور جو موت سے ڈریگا اُسکو فوت ہو جانے کا خوف لگا رہے گا" ایک شخص جو ساتھ مین تھے بولے "بی بی تم نے تو امیر المومنین کو بہت کچھ کہہ ڈالا لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا "جانے دو یہ خولہ بنت حکیم ہین اور عبادہ بن صامت کی بی بی ہین اللہ تعالیٰ نے سات آسمان کے اوپر سے ان کی بات سن لی تھی، پھر عمر کو تو اور سننا چاہیئے[1]

لیکن جس کتاب کی ایک آیت بھی انسانی شرف وعزت کیلئے بس کرتی ہے، اُسکا ایک خاص حصہ صحابیات کے متعلق نازل ہوا ہے یعنی ایک مستقل سورہ (نسا) خاص طور پر صحابیات کے احکام ومعاملات کے متعلق نازل ہوئی ہے، سورہ نور کی متعدد آیتین بھی اُنھی کے ساتھ مخصوص ہین، ان کے علاوہ اور بھی متعدد آیتین اُنکی شان مین نازل ہوئی ہین، اس بنا پر اگرچہ ان آیتون اور ان سورتون کے شان نزول، اور اُنکی تفسیر سے اکثر صحابیات کو تعلق ہے تاہم عام طور پر تفسیر کے جو معنے سمجھے جاتے ہین، اور جس معنے کے رو سے ایک شخص مفسر کہا جاسکتا ہے، اُسکے لحاظ سے تمام صحابیات مین صرف حضرت عائشہؓ علم تفسیر مین اکابر صحابہ کی ہمسر ہین ۔ اور انھون نے نہایت دقیق آیتون کی تفسیرین کی ہین، اُن سے احادیث کی کتابون مین جو تفسیری روائتین مذکور ہین، اُنکی دو قسمین ہین، ایک وہ آیتین ہین جنکے متعلق اُنکے دل مین کوئی بات کھٹکی ہے اور اُنھون نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار فرمایا ہے، اور آپ نے اُنکی تفسیر کی ہے۔ مثلاً ایک دفعہ آپ نے بیان فرمایا کہ

---

[1] اصابہ تذکرہ خولہ بنت مالک ثعلبہ ماخوذ از سیرت عائشہؓ، سیرت عائشہؓ مین ان تفسیرون کے حوالے بھی مذکور ہین،

من حوسب عذب قیامت مین جسکا حساب ہوا اُس پر عذاب ہوگیا، حضرت عائشہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ خدا تو فرماتا ہے۔

فسوف یحاسب حسابا یسیرا،	اور اس سے آسان حساب لیا جائے گا

آپ نے فرمایا "یہ اعمال کی پیشی ہے لیکن جس کے اعمال مین جرح وقدح شروع ہوئی وہ تو برباد ہی ہو

ایک دفعہ اُنھون نے پوچھا یا رسول اللہ خدا فرماتا ہے

یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات	جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائیگی اور آسمان
وبرزوا للہ الواحد القہار	بھی بدل دیا جائیگا اور تمام مخلوق خدائے واحد قہار کے
....	روبرو ہو جائیگی،

ایک دوسری روایت مین ہے کہ یہ آیت پڑھی

والارض جمیعا قبضتہ یوم القیامۃ	تمام زمین اُسکی مٹھی مین ہوگی اور آسمان اُسکے ہاتھ
والسموات مطویات بیمینہ۔	مین لپٹے ہونگے

لیکن جب زمین آسمان کچھ نہ ہوگا تو لوگ کہان ہونگے آپ نے فرمایا صراط پر

قرآن مجید کی ایک آیت ہے،

الذین یوتون ما اتوا وقلوبھم وجلۃ	جو لوگ جو کام کرتے ہین خوف زدہ دل سے کرتے ہین
انھم الی ربھم راجعون،	وہ اپنے خدا کی طرف رجوع کرینگے

حضرت عائشہؓ کو شک تھا کہ جو چور ہے، بدکار ہے، شرابی ہے، لیکن خدا سے ڈرتا ہے کیا وہ بھی اس سے مراد ہے، ؟ آپ نے فرمایا نہین عائشہ اس سے وہ مراد ہے جو نمازی ہے

روزہ دار ہے، زکوٰۃ دیتا ہے، اور پھر خدا سے ڈرتا ہے دوسری وہ آیتین ہین جنکے متعلق دوسرونکے دل مین کوئی شبہ پیدا ہوا ہے، اور اُنھون نے حضرت عائشہ رضی سے اونکے متعلق سوال کیا ہے جسکا اُنھون نے نہایت خوبی کے ساتھ ازالہ کیا ہے، مثلاً

(۱) اعمال حج مین سے ایک کوہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا بھی ہے، قرآن مجید مین اسکے متعلق حسب ذیل الفاظ ہین

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن	صفا اور مروہ کی پہاڑیان شعائر الٰہی مین سے ہین
حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان	پس جو خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے کچھ مضائقہ نہین اگر
یطوف بھما،	وہ انکا بھی طواف کرے

عروہ نے کہا خالہ جان! اسکے تو یہ معنے ہین کہ اگر کوئی طواف نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہین، فرمایا بھانجے تم نے ٹھیک نہین کہا اگر آیت کا مطلب وہ ہوتا جو تم سمجھے ہو تو خدا یون فرماتا لا جناح ان لا یطوف بھما اگر انکا طواف نہ کرو تو کچھ حرج نہین، اصل مین یہ آیت انصار کی شان مین نازل ہوئی ہے اوس وخزرج اسلام سے پہلے منات کی جے پکارا کرتے تھے، منات مشلل مین نصب تھا اسلئے صفا اور مروہ کے طواف کو وہ برا جانتے تھے، اسلام لائے تو آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ ہم لوگ پہلے ایسا کرتے تھے اب کیا حکم ہے؟ اس پر خدا نے ارشاد فرمایا کہ صفا اور مروہ کا طواف کرو اس مین کوئی مضائقہ کی بات نہین،

ابوبکر بن عبدالرحمٰن ایک محدث تھے انکو حضرت عائشہ رضی کی یہ تقریر معلوم ہوئی تو اُنھون نے کہا "علم اسکو کہتے ہین"

(۲) قرآن مجید کی ایک آیت ہے

حتی اذا استائس الرسل وظنوا انھم قد کذبوا جاءھم نصرنا، | یہان تک کہ جب پیغمبر نا اُمید ہوگئے اور انکو خیال ہوا کہ وہ جھوٹ بولے گئے تو ہماری مدد آگئی

عروہ نے پوچھا کُذِبوا (جھوٹ بولے گئے یعنی اُن سے جھوٹ وعدہ کیا گیا) یا کُذِّبوا (وہ جھٹلاے گئے) فرمایا کُذِّبوا (جھٹلاے گئے) عروہ نے کہا اسکا تو انکو یقین ہی تھا کہ وہ جھٹلاے گئے اور انکی قوم نے انکی نبوت کی تکذیب کی یہ ظن اور خیال تو نہ تھا اسلیے کُذِبوا (اُن سے جھوٹ وعدہ کیا گیا) صحیح ہے" بولین معاذ اللہ پیغمبران الٰہی خدا کی نسبت یہ گمان نہین کرسکتے کہ اُس نے اُن سے امداد و نصرت کا جھوٹ وعدہ کیا، عروہ نے پوچھا کہ پھر آیت کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ پیغمبرون کے پیرون کے متعلق ہے کہ جب اُنھون نے ایمان قبول کیا اور نبوت کی تصدیق کی اور اُنکی قوم نے انکو ستایا اور مدد الٰہی مین انکو تاخیر نظر آئی، یہان تک کہ پیغمبر اپنی قوم کے منکرین کے ایمان سے نا اُمید ہوگئے تو انکو خیال ہوا کہ شاید اس تاخیر کی سبب سے مومنین بھی ہماری تکذیب نہ کردین کہ دفعتہً خدا کی مدد آگئی

(۳) جس آیت پاک مین چار بیویون تک کی اجازت دیگئی ہے اسکے الفاظ یہ ہین

وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث وربٰع (نساء) | اگر تمہین ڈر ہو کہ یتیمون کے بارے مین تم انصاف نہ کرسکوگے تو عورتون مین سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کرو

بظاہر آیت کے پہلے اور پچھلے ٹکڑون مین باہم ربط نہین معلوم ہوتا، یتیمون کے حقوق

مین عدم انصاف اور چار نکاح کی اجازت مین باہم کیا تعلق ہے ؟ چنانچہ ایک شاگرد نے حضرت عائشہؓ کے سامنے اس اشکال کو پیش کیا تو فرمایا کہ آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بعض لوگ یتیم لڑکیون کے ولی ہوجاتے ہین، اُن سے موروثی رشتہ داری ہوتی ہے، وہ اپنی ولایت کے زور سے چاہتے ہین کہ اُن سے نکاح کر کے ان کی جائداد پر قبضہ کرلین، اور چونکہ اُنکی طرف سے کوئی بولنے والا نہین ہوتا اسلئے مجبور پاکر اونکو ہرطرح دباتے ہین، خدائے پاک اُنہی لوگون کو خطاب کرتا ہے کہ اگر تم ان یتیم لڑکیون کے معاملے مین انصاف سے پیش نہ آسکو تو اُن کے علاوہ اور عورتون سے دو، تین، چار نکاح کرلو، مگر اُنکو نکاح کر کے اپنے قابو مین نہ لے آؤ

(۴) اسی سورہ مین ایک اور آیت ہے،

یستفتونک فی النساء قل اللہ یفتیکم	ان لڑکیون کی نسبت لوگ تجھ سے پوچھتے ہین کہدے
فیھن وما یتلی علیکم فی الکتاب فی	کہ خدا اُنکے حق مین فیصلہ کرتا ہے اس کتاب مین (قرآن)
یتامی النساء التی لاتوتونھن	جو کچھ تملوگون کو پڑھکر سنایا گیا ہے اُن یتیم لڑکیونکی
ما کتب لھن و ترغبون ان	نسبت جنکو، نہ تو تم انکے مقررہ حقوق دیتے ہو اور
تنکحوھن (نساء)	نہ خود اُن سے نکاح کرنا چاہتے ہو،

اُسی سائل نے اسکے بعد اس آیت کا مطلب دریافت کیا تو فرمایا کہ اس آیت مین یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ قرآن مین پہلے جو کچھ ان کے بارے مین پڑھ کر سنایا گیا ہے اُس سے وہی پہلی آیت مراد ہے، یہ حکم اُن اولیا سے متعلق ہے، جو یتیم لڑکیون کو نہ خود اپنے نکاح

ہین تے ہین کہ وہ حسن سے محروم ہین اور نہ دوسرون سے اُنکا نکاح کر دینا پسند کرتے کہ جائداد
مشترکہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہے،

(۵) اس آیت کے مطلب ہین لوگون کو اختلاف ہے،

من کان غنیاً فلیستعفف ومن کان	جو تونگر ہو اسکو اس سے بچنا چاہیے، اور جو تنگدست
فقیرا فلیاکل بالمعروف (نساء ۶)	ہو وہ قاعدہ کے مطابق اس سے لیلے،

یہ آیت اولیاے یتامیٰ کی شان ہین ہے کہ وہ اگر محتاج ہون تو یتیمون کے مال ہین سے لے کر کھا سکتے ہین، لیکن حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ اجازت حسب ذیل آیت سے منسوخ ہے،

ان الذین یاکلون اموال الیتامیٰ	جو لوگ ظلم کرکے یتیمون کا مال کھاتے ہین وہ اپنے
ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا،	پیٹ ہین آگ کھاتے ہین

لیکن اس آیت ہین تو یہ سزا اُن لوگون کے یے بیان کیگئی ہے، جو ظلم کرکے یتیمون کا مال کھاتے ہین، حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ جس آیت ہین کھانے کی اجازت ہے وہ اُن لوگون کے لیئے ہے جو یتیمون کی جائداد کی دیکھ بھال کرتے ہین اُنکا کاروبار سنبھالتے ہین، اگر ولی صاحب استطاعت ہے تو اُسکو اس خدمت کا معاوضہ نہ لینا چاہیے، اور اگر وہ مفلس اور تنگدست ہے تو قاعدے کے مطابق حسب حیثیت لے سکتا ہے، اس تفسیر کی بنا پر دونون آیتون ہین کوئی تخالف نہین ہے،

(۶) عورت کو اگر اپنے شوہر سے شکایت ہو تو اس موقع کی آیت ہے،

وان امراۃ خافت من بعلہا نشوزا او	اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے نارضامندی
اعراضا فلا جناح علیہما ان یصلحا بینہما	اور اعراض کا خوف ہو تو اس مین کوئی مضائقہ نہین
صلحا والصلح خیر (نساء)	کہ دونون آپس مین صلح کرلین اور صلح تو ہر حال مین بہتر ہی،

لیکن رفع ناراضی کے لیے صلح کرنا تو ایک مسلم بات ہے، اسکے لیے خداے پاک کو اس خاص حکم کے نازل کرنے کی کیا حاجت تھی حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ یہ آیت اوس عورت کی شان مین ہے، جسکا شوہر اوسکے پاس زیادہ آتا جاتا نہین یا بیوی سن سے اوتر گئی ہے، اور شوہر کی خدمت گذاری کے قابل نہین رہی ہے، زن و شوئی کے باہمی فرائض انجام دینا ایک فرض دینی ہے، لیکن اس خاص حالت مین اگر بیوی طلاق لینا پسند نہ کرے اور اپنے عام حقوق سے شوہر کو سبکدوش کردے تو یہ باہمی مصالحت بری نہین، بلکہ قطعی علیحدگی سے بہتر ہے،

ان آیات کے علاوہ حضرت عائشہؓ سے اور آیتون کی تفسیرین بھی مروی ہین، لیکن ہم نے جن آیتون کی تفسیرین درج کی ہین، ان سے دقت نظری کے علاوہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جو آیتین عورتون کے نکاح و طلاق کے معاملات سے تعلق رکھتی ہین، اونکا مطلب اونھون نے کسقدر صحیح سمجھا ہے، اور کسطرح اونکو یاد رکھا ہے، اور سچ تو یہ ہے کہ اگر عورتین اپنے حقوق کا تحفظ کرنا چاہتی ہین تو اونکو قرآن و حدیث کی صحیح تعلیم کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ کرنی چاہیے،

علم اسرار الدین علم اسرار الدین اوس علم کو کہتے ہین جس مین احکام شریعت کے علل و اسباب اور اونکے حکم و مصالح بیان کئے جاتے ہین، اور یہ علم اسقدر دقیقہ سنجی پر مبنی ہے، کہ صرف چند فقہاے

صحابہ یعنی حضرت عمرؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت زیدؓ، اور حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ وغیرہ نے اُسکے اصول و قواعد ممہد کئے ہیں، باقی اس فن میں اور صحابہ کی مساعی جمیلہ کا حصہ بہت کم شامل ہے، بالخصوص اسمیں صحابیات کے کارنامے تو بالکل نظر نہیں آتے، لیکن تنہا حضرت عائشہؓ نے شریعت کے جن رموز و اسرار کی گرہ کشائی کردی ہی، وہ صحابیات کی اس کمی کو پورا کردیتی ہے، بلکہ اس فن میں خود صحابہ سے بھی اُنکا پلہ بھاری نظر آتا ہے، اور صحابہ سے اس علم کے متفرق مسائل احادیث کی کتابوں میں مذکور ہیں لیکن حضرت عائشہؓ کے مسائل کی تعداد ان سے کئی گنا زیادہ ہے، اور انہوں نے مذکورہ بالا صحابہ سے بہت زیادہ شریعت کے اسرار و مصالح کی پردہ دری کی ہے اور بکثرت مسائل کے علل و اسباب بیان کئے ہیں[1] مثلاً عہد نبوت میں عورتوں کی اخلاقی حالت چونکہ قابل اعتماد تھی اسلیے اُن کو حضور صلاۃ اور شرکت جماعت کی اجازت تھی، لیکن جب اخیر زمانے میں عورتوں کے نظام اخلاق میں انحطاط پیدا ہو گیا، تو حضرت عائشہؓ نے صاف صاف کہدیا

لو ادرک رسول اللہ صلعم ما	عورتوں نے اپنی حالت میں جو تغیرات پیدا کرلئے ہیں
احدث النساء لمنعھن المساجد	اگر رسول اللہ صلعم اُنکو دیکھتے تو اُن کو مسجد میں آنے سے
کما منعت نساء بنی اسرائیل	روکدیتے جیساکہ بنو اسرائیل کی عورتیں روکدی گئیں

قرآن مجید کی مکی اور مدنی سورتوں میں متعدد فروق و امتیازات ہیں، مثلاً جو سورتیں مکہ میں نازل ہوئیں اُن میں زیادہ تر عقائد اور وقائع اخروی کا ذکر ہے اور مدنی سورتوں میں

[1] ماخوذ از سیرت عائشہؓ [2] ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب ما جاء فی خروج النساء الی المسجد،

بتدریج اوامر و نواہی کا مطالبہ کیا گیا ہے، کیونکہ اسلام ایک جاہل قوم مین آیا، اسلیے اوس کو پہلے خطیبانہ اور واعظانہ طریقے سے جنت اور دوزخ کا حال سنایا گیا، جب اس سے لوگ متاثر ہو چکے تو اسلام کے احکام قوانین اور اوامر و نواہی نازل ہوئے، اگر زنا و شرابخواری وغیرہ سے اجتناب کا پہلے ہی دن مطالبہ کیا جاتا تو دفعۃً کون اس نامانوس آواز کو سنتا؛ اس قسم کے امتیازات فی زمن کے دریافت کرنے پر یورپ کے علماے مستشرقین کو ٹرا ناز ہے، لیکن حضرت عائشہؓ نے پہلے ہی اس راز کو فاش کر دیا تھا، صحیح بخاری مین اُن سے مروی ہے،

انما نزل اول ما نزل منه سورة من	قرآن کی سب سے پہلی سورہ جو نازل ہوئی وہ
المفصل فیها ذکر الجنة والنار	مفصل کی سورہ ہے، جس مین جنت و دوزخ کا ذکر
حتی اذا ثاب الناس الی الاسلام	ہے، یہان تک کہ جب لوگ اسلام کی طرف مائل ہوئے
ثم نزل الحرام والحلال لو نزل	تو پھر حلال و حرام اوترا اگر پہلے یہ اوترتا کہ شراب
اول شیء لا تشربوا الخمر لقالوا لا ندع	مت پیو تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز شراب نچھوڑین گے
الخمر ابدا ولو نزل لا تزنوا لقالوا لا ندع	اور اگر یہ اُترتا کہ زنا نہ کرو تو کہتے کہ ہم ہرگز زنا نہ
الزنا ابدا لقد نزل بمكة وانا جارية	چھوڑین گے مکہ مین جب مین کھیلتی تھی تو یہ اوترا
بل الساعة موعدهم والساعة ادهى	کہ اُن کے وعدہ کا دن قیامت ہے، اور قیامت
وامر وما نزلت سورة البقرة والنساء	نہایت سخت اور نہایت تلخ چیز ہے، سورۂ بقرہ اور سورۂ
الا وانا عنده (باب تالیف القرآن)	نسا جب اوترین تو مین آپکی خدمت مین تھی،

اسلام کے ظہور سے پہلے مدینہ کے قبائل باہم خانہ جنگیون مین مصروف تھے جن مین

اُن کے اکثر ارباب اور عاجو اپنے اقتدار کے تحفظ کے لیے ہر نئی تحریک کی کامیابی مین رکاوٹ پیدا کرتے ہین قتل ہو گئے، انصار ان لڑائیون سے اس قدر چور ہو گئے تھے کہ اسلام آیا تو سبنے اُس کو اپنے لیے رحمت سمجھا، چونکہ ارباب اوعا کا طبقہ مفقود ہو چکا تھا، اسلیے اُن کی راہ مین کسی سنے موانع نہین پیدا کیے، اس طریقہ سے خدائے پاک نے ہجرت سے پہلے ہی مدینہ مین اسلام کی ترقی کے راستے صاف کر دیئے تھے، یورپ کے فلسفہ تاریخ نے آج اس نکتہ کو حل کیا ہے، لیکن حضرت عائشہؓ نے اُن سے پہلے ہم کو بتا دیا تھا،

کان یوم بعاث یوماً قدمہ اللہ لرسولہ	جنگ بعاث وہ واقعہ تھا جس کو خدا نے اپنے رسول
صلعم فقدم رسول اللہ صلعم وقد	کے لیے پہلے ہی سے پیدا کر دیا تھا، رسول اللہ صلعم
افترق ملؤھم وقتلت سرواتھم	مدینہ مین آئے تو انصار کی جمیعت منتشر ہو گئی
وجرحوا فقدمہ اللہ لرسولہ فی	تھی اور اُن کے سردار مارے جا چکے تھے اسلیے
دخولھم الاسلام،	خدا نے اپنے رسول کے لیے اُنکے حلقۂ اسلام مین داخل ہونے
(فی الجاھلیۃ)	کے لیے یہ واقعہ پہلے ہی سے مہیا کر دیا تھا،

جن نمازون مین چار رکعتین ہوتی ہین، قصر کی حالت مین اُن کی صرف دو رکعتین ادا کی جاتی ہین، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ چار مین سے دو سہولت کی خاطر ساقط کر دی گئی ہین لیکن حضرت عائشہؓ اس کی یہ وجہ بتاتی ہین،

فرضت الصلوٰۃ رکعتین ثم ھاجر النبی	مکہ مین دو رکعتین نماز فرض تھین، جب آپؐ ہجرت
صلعم ففرضت اربعاً وترکت صلوٰۃ	فرمائی تو چار فرض کی گئین اور سفر کی نماز اپنی قدیم

السفر علی الاول، (بخاری باب ہجرت) حالت پر چھوڑ دی گئی،

عبادت کا تو خدا نے ہر وقت حکم دیا ہے لیکن احادیث مین حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد کوئی نماز یعنی نفل وسنت بھی جائز نہین، اسلیے بظاہر اس ممانعت کی کوئی وجہ نظر نہین آتی، لیکن حضرت عائشہؓ اس کی یہ وجہ بیان فرماتی ہین،

وہم عمر انما نہی رسول اللہ صلعم عن الصلوٰۃ ان یتحری طلوع الشمس وغروبہا (مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۱۲۴)

عمر کو وہم ہوا، آپ نے صرف اس طرح نماز سے منع فرمایا ہے، کہ کوئی شخص آفتاب کے طلوع یا غروب کے وقت کو تاک کر نماز نہ پڑھے

یعنی آفتاب پرستی کا شبہہ نہو، آفتاب پرستون کے ساتھ وقت عبادت مین تشابہ نہو

احادیث مین ہے کہ رسول اللہ صلعم بیٹھکر نفل پڑھتے تھے، اس بنا پر لوگ بغیر کسی عذر کے بھی بیٹھکر نفل پڑھنا مستحب سمجھتے ہین، ایک شخص نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ کیا آپ بیٹھکر نماز پڑھتے تھے؟ جواب دیا،

حین حطمہ الناس، (ابوداود باب صلوۃ القاعد)

یہ اوس وقت تھا جب لوگون نے آپ کو توڑ دیا یعنی آپ کمزور ہوگئے،

ابوداؤد اور مسلم مین اُن سے اس قسم کی اور روائتین بھی مروی ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کبرسنی اور ضعف کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔

ہجرت کے بعد جب نمازون مین دو رکعت کے بجائے چار رکعتین ہوگئین تو مغرب مین یہ اضافہ کیون نہین کیا گیا؟ حضرت عائشہؓ اس کا یہ جواب دیتی ہین،

فانها وتر النهار، مغرب مین اضافہ نہوا کیون کر وہ دن کی وتر ہے،

(مسند جلد ۶ صفحہ ۲۴۱)

یعنی جس طرح رات کی نمازون مین تین رکعتین وتر کی ہین، اسی طرح دن کی نمازون مین وتر کی یہ تین رکعتین ہین،

نماز فجر مین تو اطمینان زیادہ ہوتا ہے اسلئے اس مین رکعتین اور زیادہ ہونی چاہئین لیکن اور نمازون سے کم ہین، حضرت عائشہ رض اس کی یہ وجہ بیان فرماتی ہین،

وصلوٰۃ الفجر لطول قرائتها، نماز فجر مین رکعات کا اضافہ اسلیے نہین ہوا کہ دونٓ رکعتون مین لمبی سورتین پڑھی جاتی ہین،

(مسند جلد ۶ صفحہ ۲۴۱)

یعنی رکعتون کی کمی کو طول قرأت نے پورا کر دیا،

اہل جاہلیت عاشورا کا روزہ رکھتے تھے، اور وہ فرضیت صوم سے پہلے اسلام مین بھی واجب رہا، حضرت عبداللہ بن عمر رض سے اسی قسم کی روایت احادیث مین مذکور ہے، لیکن وہ یہ نہین بیان کرتے کہ جاہلیت مین اس دن کیون روزہ رکھا جاتا تھا لیکن حضرت عائشہ رض اس کا سبب یہ بیان فرماتی ہین،

کانوا یصومون یوم عاشوراء قبل ان یفرض رمضان وکان یوما تستر فیه الکعبۃ، اہل عرب رمضان کی فرضیت سے پہلے عاشورار کے دن کا روزہ رکھتے تھے کیونکہ اس روز کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا،

(مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۲۴۴)

باوجودیکہ آپ ہمیشہ تہجد پڑھتے تھے، لیکن رمضان کے پورے مہینے مین آپ نے

تراویح نہین پڑھی، حضرت عائشہؓ اس کی یہ وجہ بیان فرماتی ہین کہ پہلے دن آپ نے مسجد
مین نماز تراویح ادا فرمائی، توکچھ اور لوگ بھی شریک ہوگئے، دوسرے دن اور زیادہ مجمع
ہوا تیسرے دن اور بھی لوگ جمع ہوئے، چوتھے دن اتنا مجمع ہوا کہ مسجد مین جگہ
نہ رہی، لیکن آپ باہر تشریف نہ لائے اور لوگ مایوس ہوکر چلے گئے صبح کو آپنے لوگون سے
فرمایا،

امابعد فانہ لم یخف علی شانکم	رات تمہاری حالت مجھ سے پوشیدہ نہ تھی لیکن
اللیلۃ ولکنی خشیت ان تفرض	مجھے ڈر ہوا کہ کہین تم پر تراویح فرض نہوجائے
علیکم صلاۃ اللیل فتعجزوا،	اور تم اُسکے ادا کرنے سے قاصر رہو،

حج کے بعض ارکان مثلاً طواف کرنا، بعض مقامات مین دوڑنا، کہین کھڑا ہونا کہین
کنکری پھینکنا، بظاہر فعل عبث معلوم ہوتے ہین، لیکن حضرت عائشہؓ فرماتی ہین،

انما جعل الطواف بالبیت وبالصفا	خانہ کعبہ، صفا اور مروہ کا طواف، کنکریان پھینکنا
والمروۃ ورمی الجمار لاقامۃ ذکر اللہ عزوجل	تو صرف خدا کی یاد کرنے کے لیے ہے،

(مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۶۴)

قرآن مجید کے اشارات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے
مین یہ بھی ایک طرز عبادت تھا، چونکہ حج یادگار ابراہیمی ہے، اسلیے وہی طرز عبادت
قائم رکھا گیا،

مکہ معظمہ کے پاس محصب نام ایک وادی ہے، جس مین رسول اللہ صلعم نے ایام

حج مین قیام فرمایا تھا، اور آپ کے بعد خلفاء راشدین بھی اس مین قیام فرماتے رہے اس بناپر حضرت عبداللہ بن عمرؓ اسکو سنن حج مین شمار کرتے تھے، لیکن حضرت عائشہؓ اس کو سنت نہین سمجھتی تھین، اور آپ کے قیام کی یہ وجہ بیان فرماتی تھین،

انما نزل رسول اللہ صلعم لانہ کان منزلا اسمح لخروجہ،	آپ نے یہان صرف اسلیے قیام کیا تھا کہ یہان سے چلنے مین آسانی ہوتی تھی،

حضرت ابن عباسؓ اور ابو رافعؓ بھی اس مسئلہ مین حضرت عائشہؓ کے ہمزبان ہین[1]

ایک دفعہ آپ نے حکم دیا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ رکھا جاے بہت سے صحابہ اس حکم کو دائمی سمجھتے تھے، لیکن متعدد صحابہ کے نزدیک یہ حکم وقتی تھا حضرت عائشہؓ بھی اُنہی لوگون مین ہین، اور اس وقتی حکم کا سبب یہ بتاتی ہین،

لا ولکن لم یکن یضحی منھم الا قلیل ففعل ذلک لیطعم من ضحی من لم یضح، (مسند جلد ۶ صفحہ ۱۰۲)	یہ نہین ہے کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد حرام ہو جاتا ہو بلکہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ مین کم لوگ قربانی کرسکتے تھے، اسلیے آپنے یہ حکم دیا کہ جو لوگ قربانی کرین وہ ان لوگون کو کھلائین جنھون نے قربانی نہین کی ہے

حضرت عائشہؓ کی یہی حدیث امام مسلم نے ایک خبر کی صورت مین بیان کی ہے یعنی یہ کہ ایک سال مدینہ کے آس پاس دیہاتون مین قحط پڑا، اُس سال آپ نے یہ حکم دیا اور دوسرے سال جب قحط نہین رہا تو اُس کو منسوخ فرما دیا حضرت سلمہ ابن اکوعؓ

[1] مسلم کتاب استحباب النزول بالمحصب و مسند جلد ۶ صفحہ ۱۹۰۔

سے بھی اسی قسم کی روایت ہی[1]،

کعبہ کے ایک طرف کی دیوار کے بعد کچھ جگہ چھوٹی ہوئی ہی، جس کو "حطیم" کہتے ہین، اور طواف مین اُسکو بھی اندر داخل کر لیتے ہین، لیکن ہر شخص کے دل مین یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جو حصہ کعبہ کے اندر داخل نہین اُس کو طواف مین کیون شامل کرتے ہین؟ حضرت عائشہ رض کے دل مین یہ سوال پیدا ہوا اور اُنھون نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا، کہ یا رسول اللہ یہ دیوارین بھی خانہ کعبہ مین داخل ہین؟ ارشاد ہوا "ہان" عرض کی کہ "پھر بناتے وقت لوگون نے اُن کو اندر کیون نہین کر لیا؟ فرمایا "تیری قوم کے پاس سرمایہ نہ تھا، اسلیے اتنا کم کر دیا" پھر عرض کی کہ اس کا دروازہ اتنا بلند کیون رکھا؟ فرمایا "یہ اسلیے کیا، تاکہ وہ جس کو چاہین اندر جانے دین، اور جس کو چاہین روک دین"

حضرت ابن عمر رض کہتے ہین کہ اگر "عائشہ رض کی یہ روایت صحیح ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اسی لیے ادھر کے دونون رکنون کا بوسہ نہین دیا، لیکن سوال یہ ہے کہ جب آنحضرت صلعم کو یہ معلوم تھا کہ خانہ کعبہ اپنے اصلی اساس پر قائم نہین ہے تو شریعت ابراہیمی کے مجدد کی حیثیت سے آپکا فرض تھا کہ اس کو ڈھا کر نئے سرے سے تعمیر کرتے، لیکن آپ نے حضرت عائشہ رض سے خود اس کی وجہ یہ بیان فرما دی کہ "عائشہ رض تیری قوم اگر کفر کے زمانہ سے قریب نہوتی تو مین کعبہ کو ڈھا کر اساس ابراہیمی[2] پر تعمیر کراتا"،

آجکل ہجرت کے یہ معنی سمجھے جاتے ہین کہ گھر بار چھوڑ کر مدینہ مین جا کر آباد ہو جانا خواہ

---

[1] مسلم کتاب الذبائح، [2] مسلم باب نقض الکعبہ،

وہ جہان پہلے آباد تھے کیسے ہی امن وامان کا ملک ہو لیکن حضرت عائشہؓ نے ہجرت کی حقیقت یہ بتائی ہے،

لا ھجرۃ الیوم کان المومنون یفر احدھم بدینہ الی اللہ والی رسولہ مخافۃ ان یفتن علیہ فاما الیوم فقد اظھر اللہ الاسلام والیوم یعبد ربہ حیث شاء ولکن جھاد ونیۃ،

(بخاری باب الہجرۃ)

اب ہجرت نہین ہے، ہجرت اسوقت تھی جب مسلمان اپنے مذہب کو لیکر خدا اور اوس کے رسول کے پاس ڈر سے دوڑا آتا تھا کہ اوسکو تبدیل مذہب کی بنا پر ستایا نہ جائے، لیکن اب خدا نے اسلام کو غالب کردیا اب مسلمان جہان چاہے اپنے خدا کو پوج سکتا ہو ہان جہاد اور نیت کا ثواب باقی ہے،

رسول اللہ صلعم کے وصال کے بعد صحابہ مین اختلاف پیدا ہوا کہ آپ کو کہان دفن کیا جائے ایک روایت مین ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ "پیغمبر جہان مرتے ہین وہین دفن ہوتے ہین، لیکن اسکا اصلی سبب حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہین،

قال رسول اللہ صلعم فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد الولا ذلک ابرز قبرہ غیر انہ خشی ان یتخذ مسجدا،

(بخاری آخر کتاب الجنائز و مسند احمد جلد ۶ صفحہ ۱۲۱)

آپ نے مرض الموت مین فرمایا کہ خدا یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجے کہ اُنھون نے اپنے پیغمبرون کی قبرونکو سجدہ گاہ بنالیا (حضرت عائشہؓ فرماتی ہین) کہ اگر یہ نہوتا تو آپ کی قبر کھلے میدان مین ہوتی لیکن چونکہ اسکا خوف تھا کہ وہ بھی سجدہ گاہ نہ بنا لی جائے اسلیے آپ حجرے ہی کے اندر مدفون ہوئے،

علم حدیث — محدثین نے روایت حدیث کے لحاظ سے صحابہ کے پانچ طبقے قرار دیئے ہین، اور تقریباً ہر طبقے مین صحابہ کے ساتھ صحابیات بھی شامل ہین،

(۱) اول طبقہ، یعنی وہ صحابہ جنکی روائتین ہزار یا ہزار سے زیادہ ہین، حضرت عائشہ رض کا شمار اسی طبقے مین ہے،

(۲) دوسرا طبقہ، یعنے وہ صحابہ جنکی روائتین پانچسو یا پانچسو سے زیادہ ہین اسمین کوئی صحابیہ شامل نہین،

(۳) تیسرا طبقہ یعنے وہ صحابہ جنکی رواتین سو یا سو سے زیادہ ہین مگر پانچسو سے کم ہین، حضرت ام سلمہ رض اسی مین محسوب ہین

(۴) چوتھا طبقہ یعنی وہ صحابہ جنکی تعداد روایت چالیس سے سو تک ہے، اس طبقہ مین بکثرت صحابیات شامل ہین، مثلاً ام المومنین ام حبیبہ رض ام المومنین میمونہ رض، ام عطیہ انصاریہ رض ام المومنین حفصہ رض، اسما بنت ابی بکر رض ام ہانی رض

(۵) پانچوان طبقہ یعنی وہ صحابہ جنکی روائتین چالیس یا چالیس سے کم ہین، اس طبقے مین بھی بہ کثرت صحابیات شامل ہین، مثلاً حضرت ام قیس رض حضرت فاطمہ بنت قیس رض حضرت ربیع بنت مسعود رض حضرت سبرہ بنت صفوان رض حضرت کلثوم بنت حصین غفاری رض حضرت جدار بنت وہب رض وغیرہ،

فن درایت — روایت کے علاوہ حدیث کے متعلق درایت کی ابتدا صحابیات ہی سے ہوئی یعنے حضرت عائشہ رض نے بعض روایتون پر درایۃً تنقید کی، اور اُس سے درایت کے خاص

خاص اصول قائم ہوئے، مثلاً اُن کے سامنے جب یہ روایت کیگئی کہ مردے پر اُسکے اہل عیال کے رونے سے عذاب ہوتا ہے، تو اُنھون نے درایۃً اس روایت کے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ خود قرآن مجید مین ہے،

لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ، — ایک کے گناہ کا بوجھ دوسرا نہین اٹھا سکتا،

رُونا اہل و عیال کا گناہ ہے، اسکا عذاب مردے پر کیون ہوگا، اس سے یہ اصول قائم ہوا کہ جو روایت نصوص قرآنیہ کے خلاف ہو وہ قبول نہین کی جا سکتی، چنانچہ اس اصول کے روسے اُنھون نے متعدد روایتون کی تنقید کی ہے، مثلاً صحابہ کرام کے دور مین یہ خیال پھیل گیا تھا کہ رسول اللہ صلعم نے شب معراج مین خدا کو دیکھا تھا لیکن حضرت عائشہؓ کے سامنے اس کا ذکر آیا تو بولین جو شخص یہ روایت کرے وہ دروغ گو ہے" اس کے بعد یہ آیت پڑھی -

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک — خدا کو کوئی نگاہ پا نہین سکتی اور وہ نگاہون کو

الابصار وھو اللطیف الخبیر، — پا لیتا ہے وہ لطیف اور خبیر ہے،

اُون کے سامنے جب یہ روایت کی گئی کہ نحوست عورت، گھوڑے اور گھر مین ہے، تو اُنھون نے اس کا انکار کیا، اور یہ آیت پڑھی،

ما اصاب من مصیبۃ فی الارض — زمین مین یا تمھارے اندر تمھین جو مصیبتین پہونچی

---

[1] یہ روایتین بہ ترتیب عین الاصابہ فیما استدرکتہ السیدۃ عائشۃ علی الصحابہ صفحہ ۸، ۱۱، ۱۲، ۲۱ مین موجود ہین، اخیر روایت کے علاوہ اور روایتین بخاری مین بھی ہین،

ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ان نبراها ہین وہ پہلے سے لکھی ہوتی ہین،

غزوہ بدر مین جو کفار مارے گئے تھے، رسول اللہ صلعم نے اون کے مدفن پہ کھڑے ہوکر فرمایا تھا،

ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا، خدا نے جو تم سے وعدہ کیا تم نے اس کو پالیا

ایک روایت مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ مردون کو پکارتے ہین؟ آپ نے اس کے جواب مین فرمایا،

ما انتم باسمع منھم ولکن لا یجیبون، تم ان سے زیادہ نہین سنتے، لیکن وہ جواب نہین دیسکتے،

حضرت عائشہؓ کے سامنے جب یہ روایت کی گئی تو انھون نے کہا کہ آپ نے یہ نہین بلکہ یہ ارشاد فرمایا تھا،

انھم لیعلمون الآن ان ما کنت اقول لھم حق، وہ اسوقت یقینی طور پہ جانتے ہین کہ مین اُنسے جو کچھ کہتا تھا وہ سچ تھا،

اس کے بعد اُنھون نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی،

انک لا تسمع الموتی وما انت بمسمع من فی القبور، اے پیغمبر تو مردون کو اپنی بات نہین سنا سکتا اور نہ اُون کو جو قبر مین ہین،

مطلب یہ ہو کہ اس آیت کی روسے کفار آپ کی آواز کو سن ہی نہین سکتے تھے،[1]

---

[1] بخاری غزوہ بدر،

عام طور پر لوگ متعہ کی حرمت مین احادیث پیش کرتے ہین لیکن حضرت عائشہؓ سے جب اُن کے ایک شاگرد نے جواز متعہ کی روایت کی نسبت پوچھا تو انھون نے اوسکا جواب حدیث سے نہین دیا، بلکہ فرمایا "میرے تمھارے درمیان خدا کی کتاب ہے" پھر یہ آیت پڑھی

والذین لفروجہم حفظون الا علی — جو لوگ کہ اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرتے

ازواجہم او ما ملکت ایمانہم — ہین بجز اپنی بیون یا لونڈیون کے اون پر

فانہم غیر ملومین ، — کوئی ملامت نہین،

اس لئے ان دو صورتون کے علاوہ کوئی اور صورت جائز نہین[1]،

حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت ہے کہ حرامی لڑکا تینون مین (مان باپ بچہ) بدتر ہے، حضرت عائشہؓ نے سنا تو فرمایا "یہ صحیح نہین ہے، واقعہ یہ ہے کہ ایک منافق تھا جو رسول اللہ صلعم کو بُرا بھلا کہا کرتا تھا، لوگون نے عرض کی کہ "یا رسول اللہ اس کے علاوہ وہ ولدالزنا بھی ہے" آپ نے فرمایا کہ "وہ تینون مین بدتر ہے، یعنی اپنے ماں باپ سے زیادہ بُرا ہے" یہ ایک خاص واقعہ تھا عام نہ تھا، خدا خود فرماتا ہے،

ولا تزر وازرۃ وزر اخری — کوئی کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہین اُٹھاتا

یعنی قصور تو ان کا ہے بچہ کا کیا گناہ ہے[2]، جس کی بنا پر وہ اُن سے بُرا قرار دیا جائے،

علم فقہ — عہد نبوت مین علم فقہ کوئی مدون و مرتب علم نہ تھا کہ صحابہ باقاعدہ اسکی تعلیم حاصل کرتے، سوال و استفسار کے ذریعہ سے بے شبہ رسول اللہ صلعم سے بہت سے مسائل دریافت

[1] اصابہ سیوطی بحوالہ حاکم [2] اصابہ سیوطی بحوالہ حاکم

کئے جا سکتے تھے، لیکن صحابہ کرام کچھ تو فرط ادب سے اور کچھ اسلئے کہ قرآن مجید نے سوال کی ممانعت کر دی تھی، آپ سے بہت کم مسائل دریافت کرتے تھے، مسند دارمی مین حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ صلعم سے صرف تیرہ مسائل دریافت کئے جو کل کے کل قرآن مجید مین مذکور ہین[1]، اس بنا پر آپ سے فقہی تعلیم حاصل کرنے کا صرف یہ طریقہ تھا کہ صحابہ کرام آپ کے تمام اعمال مثلاً وضو، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا بغور مطالعہ کرتے تھے اور قرائن وآثار سے ان اعمال کے شروط وارکان کو مباح، واجب، اور منسوخ، وغیرہ قرار دیتے تھے[2] لیکن صحابیات کو اس طریقہ سے فائدہ اُٹھانے کا بہت کم موقع ملتا تھا، اسکے ساتھ جو فقہی مسائل عورتون کے ساتھ مخصوص ہین وہ عام طور پر بیان بھی نہین کئے جا سکتے تھے، اسلیے صحابیات کو زیادہ تر آپ سے سوال واستفسار کی ضرورت پیش آتی تھی، چنانچہ خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہین،

نعم النساء نساء الانصار لم یکن یمنعھن الحیاء ان یتفقھن فی الدین[3]	انصار یہ عورتین کسقدر اچھی تھین کہ تفقہ فی الدین سے اُن کو حیا باز نہین رکھ سکتی تھی

غرض اس طریقہ تعلیم سے صحابہ وصحابیات کو مختلف فوائد پہونچے، اور اسطرح ان کے تین طبقے قرار پائے،

(۱) مکثرین یعنی وہ لوگ جن سے بکثرت مسائل منقول ہین،

---

[1] مسند دارمی صفحہ ۲۹ [2] حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۲ [3] مسلم کتاب الطہارۃ باب استحباب استعمال المغتسلۃ من الحیض فرصۃ من مسک فی موضع الدم

(۲) مقلین یعنی وہ لوگ جن سے بہت کم مسائل مروی ہین،

(۳) متوسطین یعنی وہ لوگ جوان دونون طبقون کے بین بین ہین،

اوران تینون طبقے مین صحابہ کے ساتھ جو صحابیات شامل ہین انکے نام حسب ذیل ہین

مکثرین مین جنکے متعلق علامہ ابن حزم نے لکھا ہے کہ اگران کے فتادے جمع کئے جائین تو ہر ایک کے فتاوے سے ضخیم جلدین تیار ہو سکتی ہین، حضرت عائشہؓ داخل ہین

متوسطین مین جنکے فتادے رسالون کی صورت مین جمع ہو سکتے ہین، حضرت ام سلمہؓ شامل ہین،

مقلین جن سے صرف چند مسائل منقول ہین، ان مین بکثرت صحابیات شامل ہین، مثلاً حضرت ام عطیہ، حضرت صفیہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ، لیلی بنت قائف، حضرت اسمار، حضرت ام شریک، حضرت خولا، حضرت عاتکہ بنت زید، حضرت سہلہ، حضرت جویریہ، حضرت میمونہ، حضرت فاطمہ، حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہم وغیرہ،

خاتمہ

مناقب صحابیات

یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے کہ صحابہ کرام مین سب سے افضل کون ہے؟ عام اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ خلفائے راشدین تمام صحابہ مین افضل ہین، اور خود خلفاء مین فضیلت کے مدارج ترتیب خلافت کے رو سے قائم ہوئے ہین لیکن علامہ ابن حزم ظاہری کے نزدیک ازواج مطہرات تمام صحابہ سے افضل ہین، اور اس مسئلہ کو انھون نے اپنی کتاب ملل ونحل مین نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور اسی سلسلہ مین اُن آیات واحادیث کے جوابات بھی دیے ہین جن سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتون کا درجہ عموماً مردون سے کم ہے، لیکن اسوقت ہم ان مباحث مین پڑنا نہین چاہتے، بلکہ مذہبی اور اخلاقی حیثیت سے جو وجوہ فضیلت قائم ہو سکتے ہین اونکو پیش نظر رکھکر صحابیات کے مناقب مین صحیح حدیثین نقل کر دیتے ہین، جن سے یہ ثابت ہو گا کہ جن وجوہ کی بنا پر صحابہ کرام کے فضائل کی بنیاد قائم ہوئی ہے، اُن مین اُنکے ساتھ صحابیات بھی شامل ہین۔

اسلام مین سب سے بڑی وجہ فضیلت تقدم فی الاسلام ہے، اور حضرت ابوبکر صدیق کے فضائل مین یہ فضیلت سب سے زیادہ نمایان ہے لیکن اس فضیلت مین اُنکے ساتھ دو عورتین بھی شامل ہین یعنی حضرت خدیجہؓ اور سمیہؓ یا ام ایمنؓ، چنانچہ صحیح بخاری مناقب ابوبکر مین حضرت عمارؓ سے روایت ہے:

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت مین دیکھا

وما معہ الا خمسۃ اعبد واموأتان وابو بکر کہ آپکے ساتھ صرف پانچ غلام، دو عورتین اور حضرت ابوبکرؓ تھے،

تقدم اسلام کے بعد سب سے بڑی فضیلت تقدم فی الہجرۃ ہے، اور اس فضیلت مین تمام مہاجرات اولات صحابہ کی شریک ہین، چنانچہ علامہ ابن حزم ظاہری ملل ونحل مین لکھتے ہین

فلسنا نشک ان المہاجرات الاولات	ہم کو اس مین شک نہین ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی
من نساء الصحابۃ رضی اللہ	بیبیون مین مہاجرت اولات فضیلت مین صحابہ کی
عنہم یشارکن الصحابۃ فی الفضل	شریک ہین، ان مین کسی عورت کو کسی عورت پر
ففاضلۃ ومفضولۃ وفاضل	اور کسی مرد کو کسی مرد پر فضیلت حاصل ہے،
ومفضول فمنہن من یفضل	عورتون مین بعض عورتین بہت سے مردون پر فضیلت
کثیرا من الرجال وفی	رکھتی ہین، اور اسی طرح مردون مین بعض مرد بہت
الرجال من یفضل کثیرا	سی عورتون پر فضیلت رکھتے ہین، خدا نے فضیلت
منہن وما ذکر اللہ تعالیٰ منزلۃ	کا کوئی درجہ ایسا نہین بیان کیا جس مین مردون کے
من الفضل الا وقرن النساء مع الرجال	ساتھ عورتون کو شامل نہ کیا ہو مثلاً خدا کا یہ قول کہ مسلمان
فیہا کقولہ تعالیٰ ان المسلمین والمسلمات[1]	مرد اور مسلمان عورتین

اسلام مین سب سے پہلی ہجرت، حبشہ کی ہجرت ہے اور اس ہجرت مین ایک صحابیہ کو ایک ایسا شرف حاصل ہوا جس پر تمام مہاجرین حبشہ کو ناز تھا چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے، کہ جب ہمکو مدینہ کی طرف رسول اللہ صلعم کی ہجرت کا حال معلوم ہوا تو ہمنے بھی اپنی قوم کے ۵۳

[1] ملل ونحل جلد ۴ صفحہ ۱۲۶

یا ۵۲ آدمی کے ساتھ، ہجرت کا ارادہ کیا اور اس غرض سے کشتی پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، سو اتفاق سے کشتی حبش مین جا پڑی، اور ان لوگون کی ملاقات حضرت جعفر ابن طالب رض اور انکے رفقا سے ہو گئی، چنانچہ حضرت جعفر رض نے ان لوگون سے کہا کہ ہمکو رسول اللہ صلعم نے یہان بھیجا ہے، اور یہین اقامت کا حکم دیا ہے، تم لوگ بھی ہمارے ساتھ اقامت کرو، ان لوگون نے وہان اقامت اختیار کی، یہان تک کہ جب خیبر فتح ہوا تو سب کے سب ایک ساتھ آئے، اور خیبر ہی مین رسول اللہ صلعم سے ملے، اس موقع پر ان لوگون کو یہ فضیلت حاصل ہوئی کہ جو لوگ غزوہ خیبر مین شریک نہ تھے، اون مین اُن کے سوا رسول اللہ صلعم نے کسیکو مال غنیمت سے حصہ نہین دیا، ان لوگون سے بعض صحابہ نے کہا کہ ہم نے تم سے پہلے، ہجرت کی ہے، حضرت اسما بنت عمیس رض بھی انہی لوگون کے ساتھ حبشہ سے آئی تھین، وہ ایک روز حضرت حفصہ رض کی ملاقات کو گئین تو حضرت عمر رض بھی آ گئے، اور اُن کو دیکھکر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ حضرت حفصہ رض نے جواب دیا کہ اسما بنت عمیس ان کا نام سُنکر حضرت عمر رض نے فرمایا یہ حبشیہ ہے یہ بحریہ ہے (یعنی سمندر کی رہنے والی) حضرت اسما بنت عمیس رض نے کہا کہ ہان ہم ہین، اب حضرت عمر رض نے فرمایا کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے، ہم تم سے زیادہ رسول اللہ صلعم کے مستحق ہین یہ سنکر حضرت اسمأ برہم ہوئین اور کہا کہ عمر تم غلط کہتے ہو، خدا کی قسم تم رسول اللہ صلعم کے ساتھ رہتے تھے، اور آپ تمہارے بھوکے کو کھانا کھلاتے تھے، اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے، اور ہم حبش کی دور ترین مبغوض زمین مین پڑے ہوئے تھے، ہم کو ایذا دی جاتی تھی، ہم خائف رہتے تھے اور یہ سب کچھ صرف خدا اور خدا کے رسول کی ذات کے لیے تھا

خدا کی قسم تم نے جو کچھ کہا ہے جب تک اسکا ذکر رسول اللہ صلعم سے نہ کرلونگی، نہ کھانا کھاؤن گی نہ پانی پیون گی، خدا کی قسم کسی قسم کا جھوٹ نہ بولون گی کجروی نہ اختیار کرونگی اور اس واقعہ مین کوئی اضافہ نہ کرون گی، چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو انھون نے اس واقعہ کو بیان کیا، اور آپنے سنکر فرمایا وہ تم سے زیادہ میرے مستحق نہین ہین، عمر اور اُنکے اصحاب کی صرف ایک ہجرت ہی اور تم اہل کشتی کی دو ہجرتین ہین، حضرت اسمارؓ کا بیان ہے کہ ابوموسیٰ اور دوسرے کشتی والے جوق کے جوق میرے پاس آتے تھے، اور اس حدیث کو پوچھتے تھے، اُنکے لیے دنیا کی کوئی چیز اس سے زیادہ مسرت خیز اور باعظمت نہ تھی، حضرت ابوموسیٰ بار بار مجھ سے اس حدیث کو پوچھتے تھے[1]

فضیلت کی ایک بڑی وجہ محبت رسول ہے، اور اس محبت کیوجہ سے بعض صحابیات کو وہ درجہ تقرب رسول حاصل ہوا جو صرف مخصوص صحابہ کو حاصل تھا، صحیح مسلم مین روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے سوا بجز حضرت ام سلیمؓ (حضرت انسؓ کی ماں) کے کسی عورت کے پاس تشریف نہین لیجاتے تھے، چنانچہ آپسے اسکی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا مجھے اُن پر رحم آتا ہے کیونکہ اُنکے بھائی میرے ساتھ شہید ہوئے تھے[2] جس لطف و محبت کے ساتھ آپ اُنکے گھر تشریف لیجاتے تھے، اوسی لطف و محبت کے ساتھ وہ آپکی خدمتگزاری بھی کرتی تھین، بخاری کتاب الاستیذان مین ہے کہ جب آپ اُنکے گھر تشریف لیجاتے تھے

[1] مسلم باب من فضائل جعفر بن ابی طالب واسماء بنت عمیس واہل سفینتہم [2] صحیح مسلم باب من فضائل ام انس بن مالک وبلال رضی اللہ عنہما،

تو وہ آپ کے لیے بچھونا بچھا دیتین، آپ آرام فرماتے، جب سو کر اُٹھتے تو وہ آپ کا پسینہ ایک شیشی مین جمع کر لیتین، مرتے وقت وصیت کی کہ کفن مین حنوط کے ساتھ عرق مبارک بھی شامل کیا جاے
حضرت انس بن مالکؓ کی خالہ ام حرام کو بھی اکثر یہ شرف حاصل ہوتا تھا، چنانچہ معمول تھا کہ جب آپ قبا، کو تشریف لیجاتے تو اُن کے پاس ضرور جاتے، وہ اکثر کھانا لا کر پیش کرتین، اور آپ نوش فرماتے، آپ سو جاتے تو وہ آپ کے بالون سے جوئین نکالتین[۱]

مخصوص صحابیات کے علاوہ قومی حیثیت سے بھی صحابیات کو بعض شرعی فضائل حاصل ہین اور ان فضائل مین اس قبیلے کی تمام صحابیات شامل ہین، مثلاً ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ہانیؓ سے نکاح کی خواہش کی تو انھون نے یہ معذرت کی کہ میرا سن زیادہ ہو گیا اور میرے لڑکے ہین، (جنکی پرورش میرے لیے ضروری ہے) اس موقع پر آپ نے عموماً قریشی عورتون کی یہ فضیلت بیان کی

خیر نساء رکبن الابل نساء قریش احناہ	شتر سوار عورتون مین سب سے بہتر قریش کی عورتین ہین بچپن
علی یتیم فی صغرہ وارعاہ علی زوج	مین اپنے یتیم بچے سے محبت رکھتی ہین، اور اپنے شوہر کے
فی ذات یدہ[۲]	مال کی بہت زیادہ حفاظت کرتی ہین

انصار کا قبیلہ اسلام مین ایک خاص درجۂ فضیلت رکھتا ہے، اور اس قبیلہ کے مرد اور عورت دونون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یکسان محبوب تھے، چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ایک بار انصار کی عورتین اور انصار کے لڑکے ایک شادی کی تقریب کی

---

[۱] بخاری کتاب الجہاد صفحہ ۳۹۱ [۲] مسلم باب من فضائل نساء قریش

واپس آرہے تھے، آپ نے ان کو دیکھا تو کھڑے ہوگئے اور تین بار فرمایا کہ تم لوگ میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو[1]

دوسری روایت مین ہے کہ ایک انصاریہ صحابیہ اپنے بچے کو ساتھ لیکر آئین اور آپ نے اُن سے گفتگو فرمائی اور اسی سلسلے مین دو بار فرمایا کہ "اوس ذات کی قسم جسکے ہاتھ مین میری جان ہے تم تمام لوگون مین مجھے سب سے زیادہ محبوب ہو"[1]

ان فضائل کی بنیاد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلفاے راشدین نے بھی صحابیات کی قدر و منزلت کو قائم رکھا، چنانچہ صحیح مسلم مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ایمن رض کی ملاقات کو تشریف لیجایا کرتے تھے، آپ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رض نے حضرت عمر رض سے فرمایا کہ آؤ چلین، جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی ملاقات کو جایا کرتے تھے، اُسی طرح ہم بھی اُنکی ملاقات کر آئین، چنانچہ جب اُنکے پاس پہونچے، تو وہ رو پڑین، ان لوگون نے کہا کیون روتی ہو، خدا کے پاس رسول اللہ صلعم کا جو درجہ ہے وہ نہایت بہتر ہے، بولین مین اسلیے نہین روتی کہ مین اس سے ناواقف ہون، بلکہ اسلیے روتی ہون کہ وحی کا آسمانی سلسلہ ٹوٹ گیا، اُسپر یہ دونون بزرگ بھی رو پڑے[2]

عام صحابیات کے علاوہ ازواج مطہرات کو جو عزت حاصل تھی، عورتون کی تاریخ مین اُسکی نظیر نہین مل سکتی، جب رسول اللہ صلعم کی ایک حرم محترم نے انتقال کیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رض سجدے مین گر پڑے، لوگون نے کہا آپ اسوقت سجدہ کرتے ہین؟ بولے "جب

[1] بخاری کتاب المناقب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم للانصار انتم احب الناس الی، [2] مسلم باب من فضائل ام ایمن رض

قیامت کی کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرلیا کرو، پھر ازواج مطہرات کی موت سے بڑھکر قیامت کی کون سی نشانی ہوگی[1]، مقام سرف مین حضرت میمونہؓ نے وفات پائی تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی ساتھ تھے، بولے ،، کہ یہ میمونہ ہین، ان کا جنازہ اُٹھاؤ تو مطلق حرکت وجنبش نہ دو[2]

بعض صحابہ عزت ومحبت کیوجہ سے ازواج مطہرات پر اپنی جائداد وقف کرتے تھے چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے ازواج مطہرات کے لیے ایک باغ کی وصیت کی تھی جو چار ہزار پر فروخت کیا گیا[3]

خلفاء ازواج مطہرات کا نہایت ادب واحترام کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت مین ازواج مطہرات کی تعداد کے لحاظ سے نو پیالے طیار کرائے تھے، جب اُنکے پاس میوہ یا اور کوئی کھانے کی عمدہ چیز آتی تو اُن پیالون مین کرکے تمام ازواج مطہرات کی خدمت مین بھیجتے[4]

سنہ۲۳ھ مین جب حضرت عمرؓ امیرالحاج بنکر گئے تو ازواج مطہرات کو بھی نہایت عزت کے ساتھ ہمراہ لیگئے، حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو سواریون کے ساتھ کردیا تھا، یہ لوگ آگے پیچھے چلتے تھے اور کیسکو سواریون کے قریب آنے نہین دیتے تھے ازواج مطہرات منزل پر اُترتی تھین تو حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کیسکو قیامگاہ کے متصل آنے کی اجازت نہین دیتے تھے[5]

---

[1] ابوداؤد کتاب الصلوۃ باب السجود عند الآیات [2] نسائی کتاب النکاح ذکر امر رسول اللہ صلعم فی النکاح وازواجہ وما اباح اللہ عزوجل لنبیہ صلعم [3] ترمذی کتاب المناقب حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ [4] موطاء امام مالک کتاب الزکوۃ باب جزیۃ اہل الکتاب والمجوس [5] طبقات ابن سعد تذکرہ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ

عام مسلمانان ازواج مطہرات کے ساتھ جو حسن عقیدت رکھتے تھے اُسکا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ لوگ عام طور پر حضرت عائشہؓ کی خدمت مین چھوٹے چھوٹے بچون کو لاتے تھے اور وہ اُنکے لیے دعاے برکت فرماتی تھین[1] حضرت عائشہ بنت طلحہ نے حضرت عائشہؓ کے دامن تربیت مین پرورش پائی تھی، اُنکا بیان ہے کہ لوگ دور دور سے میرے پاس حاضر ہوتے تھے، اور چونکہ مجھکو حضرت عائشہؓ سے تقرب حاصل تھا، اسلیے بوڑھے بوڑھے لوگ میرے پاس آتے تھے، جوان لوگ مجھسے بھائی چارہ کرتے تھے، اور مجھکو ہدیہ دیتے تھے، اور اطراف ملک سے خطوط بھیجتے تھے[2]

غرض ان تمام واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت اور مرد دونون کا درجہ یکسان بلند کیا، اور خلفاے راشدین اور عام مسلمانون نے اس درجہ کو قائم رکھا، لیکن صحابیات کو یہ درجہ صرف مذہب، اخلاق، اور حسن معاشرت کی بناپر حاصل ہوا تھا، اور آج بھی اُنھی چیزون سے عورتین اپنے درجے کو بلند کرسکتی ہین

---

[1] ادب المفرد باب الطیرۃ من الجن [2] ادب المفرد باب الکتابۃ الی النساء وجوابھن